جلد : 14
شمارہ : 01
وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ (القران)
اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے (پ سورۃ القمر)
جمادی الاوّل : 1441ھ
جنوری : 2020ء

ISSN : 2305-6231

ماہنامہ

حِکمت بالغہ

جھنگ

مدیر مسئول : انجینئر مختار فاروقی

مشاورت
- ڈاکٹر محمد سعد صدیقی
- حافظ مختار احمد گوندل
- پروفیسر خلیل الرحمٰن
- محمد فیاض عادل فاروقی

مدیر معاون و نگران طباعت	مفتی عطاء الرحمٰن
تزئین و گرافکس	ثاقب نذر

قانونی مشاورت
محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ
چودھری خالد اشیر ایڈووکیٹ

اہل ثروت حضرات سے تاحیات زرِتعاون بیس ہزار روپے یکمشت	سالانہ زرتعاون بشمول خصوصی اشاعت اندرونِ ملک 800 روپے	معمول کا شمارہ 50 روپے

ترسیل زر بنام : انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ

قرآن اکیڈمی جھنگ
لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر
پاکستان پوسٹ کوڈ 35200
047-7630861-0336-6775861

Web site:
www.hikmatbaalgha.com
www.hamditabligh.net
Email: hikmatbaalgha@yahoo.com

پبلشر: انجینئر مختار فاروقی
طابع: محمد فیاض، مطبع: سلطان باہو پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

اَلْکَلِمَۃُ الْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَ ھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا(ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا حقدار ہے

مشمولات

قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	1		3
بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات	2		5
حرفِ آرزو	3	انجینئر مختار فاروقی	6
کلامِ اقبال تعلیماتِ اسلامی کی روشنی میں	4	ڈاکٹر ممتاز عمر	11
الارض (قرآن حکیم کی روشنی میں)	5	ڈاکٹر محمد سرشار خان	17
سچ کی گواہی	6	ڈاکٹر صفدر محمود	30
غربت کا خاتمہ	7	ڈاکٹر اختر	33
امریکی و مغربی ثقافت کی تقلید	8	محمد منظور انور	38
اب بھی غلامانہ ذہنیت سے جان نہ چھڑائی تو	9	انجینئر رشید عمر	44
اردو تحریکِ عالمی لندن کی ماہانہ نشست، رپورٹ	10	عمیر زبیر	48
تبصرہ وتعارف کتب	11		50
خصوصی اشاعت پر اہل علم کے تاثرات	12		54
25 روزہ کورس میں شرکاء کے تاثرات	13		62

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 10 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں 10 تاریخ کے بعد رسالہ ارسال نہیں کیا جائے گا (ادارہ)

قرآن مجید

کے ساتھ

چند لمحات

(02) سورۃ البقرۃ

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(آیات 76-79)

وَ اِذَا لَقُوا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا

اور یہ لوگ (یعنی بنی اسرائیل) جب

مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ہیں

وَ اِذَا خَلَا بَعۡضُہُمۡ اِلٰی بَعۡضٍ قَالُوۡۤا

اور جس وقت آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں

اَتُحَدِّثُوۡنَہُمۡ بِمَا فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیۡکُمۡ

جو بات اللہ نے تم پر ظاہر فرمائی ہے وہ تم ان کو اس لئے بتا دیتے ہو

لِیُحَآجُّوۡکُمۡ بِہٖ عِنۡدَ رَبِّکُمۡ

کہ وہ (قیامت کے دن) اسی کے حوالے سے

تمہارے پروردگار کے سامنے تم کو الزام دیں

اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۷۶﴾

کیا تم سمجھتے نہیں؟

اَوَلَا یَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُ مَا یُسِرُّوۡنَ وَمَا یُعۡلِنُوۡنَ ﴿۷۷﴾

کیا وہ لوگ یہ نہیں جانتے کہ اللہ کو (سب) معلوم ہے

جو کچھ یہ چھپاتے اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں

وَ مِنۡہُمۡ اُمِّیُّوۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ الۡکِتٰبَ اِلَّاۤ اَمَانِیَّ

اور بعض ان میں ان پڑھ ہیں کہ (اللہ کی) کتاب سے واقف ہی نہیں

اپنے خیالات باطل کے سوا

وَ اِنۡ ہُمۡ اِلَّا یَظُنُّوۡنَ ﴿۷۸﴾

اور وہ صرف ظن سے کام لیتے ہیں

فَوَیۡلٌ لِّلَّذِیۡنَ یَکۡتُبُوۡنَ الۡکِتٰبَ بِاَیۡدِیۡہِمۡ

تو ان لوگوں پر افسوس ہے جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے ہیں

ثُمَّ یَقُوۡلُوۡنَ ہٰذَا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ

اور کہتے یہ ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے (آئی) ہے

لِیَشۡتَرُوۡا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیۡلًا

تاکہ اس کے عوض تھوڑی سی قیمت (یعنی دنیوی منفعت) حاصل کریں

فَوَیۡلٌ لَّہُمۡ مِّمَّا کَتَبَتۡ اَیۡدِیۡہِمۡ

ان پر افسوس ہے اس لئے کہ (بے اصل باتیں) اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں

وَ وَیۡلٌ لَّہُمۡ مِّمَّا یَکۡسِبُوۡنَ ﴿۷۹﴾

اور (پھر) ان پر افسوس ہے اس لیے کہ ایسے کام کرتے ہیں

صدق اللہ العظیم

وَلَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَہَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ

قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم

بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چند لمحات

سَبْعٌ یَجْرِیْ لِلْعَبْدِ أَجْرُهُنَّ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ،

سات کام ایسے ہیں جن کا اجروثواب بندے کے لیے

اس کی موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے

وَ هُوَ فِیْ قَبْرِهٖ:

حالانکہ وہ اپنی قبر میں ہوتا ہے

مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا، أَوْ اَجْرٰی نَهْرًا،

(۱) جس نے علم سکھایا، یا (۲) کوئی نہر جاری کی

أَوْ حَفَرَ بِئْرًا، أَوْ غَرَسَ نَخْلًا،

یا (۳) کوئی کنواں کھودا یا (۴) کوئی درخت لگایا

أَوْ بَنٰی مَسْجِدًا، أَوْ وَرَّثَ مُصْحَفًا،

یا (۵) کوئی مسجد بنائی یا (۶) مصحف (قرآن مجید) کا وارث بنایا

أَوْ تَرَكَ وَلَدًا یَسْتَغْفِرُ لَهٗ بَعْدَ مَوْتِهٖ

یا (۷) ایسی اولاد چھوڑ گیا جو اُس کی موت کے بعد

اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتی ہے

(مسند البزار، عن انس رضی اللہ عنہ)

الجَامِعُ الصَّغِیْر فی احادیث البشیر والنذیر، للامام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ

زندگی در جستجو پوشیدہ است
اصل اُو در آرزو پوشیدہ است
علامہ اقبال

حرفِ آرزُو

انجینئر مختار فاروقی

1

''حکمت بالغہ'' کی اشاعت کا چودھواں سال

اس شمارے کی اشاعت (جنوری 2020ء) کے ساتھ حکمت بالغہ نے صحافتی زندگی کے چودھویں 14 سال کا آغاز کیا ہے۔حکمت بالغہ کی پہلی اشاعت پر ہی راقم نے اداریے میں یہ بات عرض کردی تھی کہ:

''ماہنامہ 'حکمت بالغہ' کا اجراء محض دینی جرائد میں ایک نام کا اضافہ نہیں ہے بلکہ قرآن وسنت کی محکم اساسات پر قائم رہتے ہوئے اور اسلاف وسوادِاعظم سے وابستگی کے ساتھ دورِحاضر میں قرآن مجید کی تعلیمات کو عام کرنے کا عزم لے کر سفر کا آغاز کر رہا ہے۔''

اسی اشاعت میں ''شکر واجب ہے'' کہ عنوان سے اپنے عزم کا اظہار کیا تھا کہ

''مزید برآں گھر سے نکلنے کی ایک مسنون دعا بھی اس قلمی سفر کے آغاز پر زبان پر ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ اَنۡ اَضِلَّ اَوۡ اُضَلَّ اَوۡ اَزِلَّ اَوۡ اُزَلَّ اَوۡ اَظۡلِمَ اَوۡ اُظۡلَمَ اَوۡ اَجۡھَلَ اَوۡ یُجۡھَلَ عَلَیَّ

الحمدللہ کہ اُس کی توفیق وتائید سے اس جریدہ کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے اور جب تک اللہ چاہے گا اور صلاحیتوں کی رمق باقی ہے، جاری رہے گا۔اللہ المستعان علی ذالك

2

حکمت اقبال اور اقبال شناسی کا تقاضا

پاکستان میں خلافت راشدہ کا عکس نظامِ خلافت

- 'حکمت بالغہ' کی خصوصی اشاعت بابت ماہ نومبر 2019ء کے بارے میں جو فون آئے ہیں وہ تو قارئین تک 'من وعن' پہنچانے سے قاصر ہیں تاہم جن مہربانوں نے تحریری طور پر کوئی رائے زنی فرمائی ہے وہ دسمبر 2019ء کی اشاعت کی طرح جنوری 2020ء کی اس اشاعت میں بھی محفوظ کردی گئی ہے اور آئندہ بھی جو تائید وتنقید ہم تک پہنچے گی وہ ہدیۂ قارئین کردی جائے گی۔

- اس خصوصی اشاعت کی ابتداہی میں ہم نے عرض کر دیا تھا کہ جو شخص بھی کھلے دل سے کلامِ اقبال کا مطالعہ کرے گا وہ فارسی کلام ہو یا اردو، وہ اس بات کی گواہی دے گا کہ 'حکمت اقبال' یا فکرِ اقبال ایک ریاست کی متقاضی ہے۔ یہی نہیں، اقبال شناسوں میں جس نے بھی فکرِ اقبال کو ایک 'کل' اور انسانی زندگی سے متعلق رہنمائی کے طور پر لیا ہے وہ جانتا ہے کہ ہر اچھے فلسفی کا فکر انسانی زندگی کے تمام گوشوں کو محیط ہوتا ہے بقول اقبال ع 'مذہب زندہ دلاں خوابِ پریشانے نیست'۔ جناب ڈاکٹر محمد رفیع الدین صاحب کی اقبال شناسی نے اسی حقیقت کو پایا اور پھر زندگی بھر اسی کو عام کرنے میں لگا دیا۔

- فکر اقبال ہو یا ڈاکٹر رفیع الدین کی اقبال شناسی ـــــ دونوں ایک مکمل انسانی زندگی کی فلسفیانہ تشریح ہیں اور دونوں حضرات کے نزدیک عصر حاضر میں حکمت اقبال قرآن وحدیث و اسلاف اور عشق مصطفیٰ ﷺ سے عبارت ہے۔ کہا جاسکتا ہے کہ جیسے چند صدیوں پہلے مولانا جلال الدین رومی نے وقت کی اعلیٰ علمی فلسفیانہ سطح پر اپنے کلام کے ذریعے قرآن کی تعلیمات کو اجاگر کیا اور اُمت مسلمہ نے بجا طور پر ان کے کلام کو ع ہست قرآں در زبانِ پہلوی قرار دیا اسی طرح مولانا روم کو پیر رومی اور مرشد رومی کہنے والے علامہ اقبال نے اپنے فارسی کلام میں حالیہ مغربی تہذیب کے عروج کے نصف النہار پر (جب بیسویں صدی کے آغاز میں بے خدا اور خدا دشمن تہذیب کی حدود میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا) مغربی درسگاہوں سے فیض یاب ہوکر

بھی ان کے انداز میں سوچنے کی بجائے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اور انہی کے محاورے میں ان کو حقیقتِ انسان کا قرآنی نظریہ (ISLAMIC VERSION) پیش کیا جس کی حقانیت اور اثر پذیری کا یہ عالم تھا کہ علامہ اقبال کی کتاب کا ترجمہ علامہ اقبال ہی کے برطانوی استاد نے اجازت لے کر انگریزی میں کیا اور مغرب کے اعلیٰ علمی حلقوں تک پہنچایا۔

◐ فکرِ اقبال اور اقبال شناسی دونوں کا تقاضا ایک ہی ہے جو علامہ اقبال کے کلام، ان کی زندگی کی مصروفیات اور ان کے کارناموں سے عیاں ہے کہ (کسی دوسرے مغربی معروف مفکر کی طرح) کلامِ اقبال، حکمتِ اقبال اور اقبال شناسی ایک مضبوط زمینی ریاست کا تقاضا کرتی ہے۔

◐ جدیدیّت اور مابعد جدیدیت (MODRENSIM & POST MODRENISM) کے دیگر تمام فلسفوں اور ان کے افکار کے برعکس علامہ اقبال کو یہ خاص مقام حاصل ہے کہ انہیں خود بھی اس بات کا شعوری احساس تھا اور اذعان و یقین تھا (جو ان کی خطبہ الٰہ آباد کے بعد کے سالوں سے عیاں ہے) کہ فکرِ اقبال پر مبنی ایک ریاست قائم ہو کر رہے گی اور ایسا ہی ہوا کہ قائداعظم محمد علی جناح کی شکل میں ایک بے مثال راہنما قوم کو دیا جس نے علامہ اقبال کے مرید اور عاشق کی حیثیت سے ان کے فکر پر مبنی ایک ریاست 1947ء میں قائم کر دی۔

◐ فکرِ اقبال کے مبنی بر قرآن (1) ہونے کی وجہ سے دو عشروں سے بھی کم عرصے میں (1930ء _ 1947ء) اس فکر پر مبنی ایک ریاست 'پاکستان' کا قیامِ عمل میں آجانا اور اس کی اسلامی بنیادوں پر تشکیل علامہ اقبال کے 'نظریۂ خودی' کی فطرتِ انسانی کی ٹھوس بنیاد ہونے اور صحت فکر کی جارحیت (IDEALOGCAL AGGRESSION) کا نتیجہ تھی (2)۔ 14/اگست 1947ء کو شب قدر (27 رمضان 1366ھ) تھی اور اللہ تعالیٰ نے مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان نام کے دو ملک عطا فرمائے تھے اسی لیے ہم ایک عرصے تک اس ملک کو 'ملک خداداد پاکستان' کہتے اور لکھتے تھے۔ یہ ہماری انفرادی کوتاہیوں اور اجتماعی نالائقیوں اور BLUNDERS کا نتیجہ تھا کہ 1971ء میں مشرقی پاکستان ہم سے الگ ہو کر اب بنگلہ دیش کہلاتا ہے۔

◐ پاکستان بننے سے پہلے اور آج تک علامہ اقبال مصورِ پاکستان کہلاتے ہیں اور اپریل 1938ء میں علامہ اقبال کی وفات کی خبر نشر ہونے پر قائداعظم نے حیدر آباد (دکن) میں اپنے

لیگی جلسے کو علامہ اقبال کے تعزیتی جلسہ میں تبدیل کر دیا تھا۔

سوال یہ ہے کہ علامہ اقبال مصورِ پاکستان کیوں؟ حقیقت یہ کہ قرآنی تعلیمات کہیں، یا نظامِ مصطفیٰؐ کہیں یا نظریۂ خودی اور فکر اقبال کہیں ــــ یہ ایک ہی حقیقت کے کئی نام ہیں جو ایک ریاست کے متقاضی ہیں چونکہ دیگر کئی مجاہدین و رہنمایانِ آزادی کے برعکس علامہ اقبال نے قرآن کی تعلیمات پر مبنی فکر پیش کیا، اسلام کے لیے ریاست کے حصول مسلمانوں کی آزاد ریاست مسلمان کے سیاسی نظام کے لیے نظامِ خلافت کی اصطلاح اور حدیث کے مطابق پاکستان کو 'مُلکًا عاضًا' کے تصور اسلام سے نکال کر خلافت راشدہ کے تصورات (CONCEPTS) پر دوبارہ استوار کر کے عالمی خلافت کی نوید سنائی ــــ یہ سب کچھ اسلام کا حقیقی چہرہ اور نظریۂ خودی کی شرح ہے اور اسی مقصد جلیلہ کے لیے فکر اقبال نے ایک مملکت کا حصول بھی ممکن بنا دیا اسی لیے آپ مصوّرِ پاکستان کہلائے۔

◐ اب اقبال شناسی کا تقاضا ہے کہ تمام مدح خوانِ اقبال، محبانِ اقبال، اقبالیات کے ماہرین، اقبال چیئرز پر براجمان اہل علم، اقبال اکیڈمی لاہور کے کارپردازان، مسلم لیگ (تمام سیاسی دھڑے) اور مسلمان عوام اُٹھیں اور اس ملک میں فکر اقبال کو نافذ کر کے اُن کی روح کی تسکین کا سامان کریں اور خلافت کا نظام قائم کر کے جناب قائداعظم کی روحانی تسکین کا سبب بنیں 3۔ فکرِ اقبال اپنے اندر ایسی جاذبیت رکھتا ہے کہ وہ عنقریب عالمی فکر کی حیثیت میں پہچانا جانے والا ہے 4 اور یہ حقیقت اتنی 'ازخود عیاں' ہے (کہ قرآن پر مبنی اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر استوار ہے) کہ ہم روکنا چاہیں تو بھی اس فکر نے عالمی غلبہ حاصل کر لینا ہے۔ اس لیے کہ ہر فطری اور حقیقی انقلاب کامیابی کے بعد تصدیر (EXPORT) کے عمل سے گزرتا ہے اور یہی اس کے مبنی برحق ہونے یا فطرت انسانی کے قریب ہونے کی دلیل ہے۔

بحیثیت مسلمان ہماری کامیابی اسی میں ہے کہ ہم نے اس قرآنی فکر کے مطابق جیسے پاکستان بنایا اب اس میں نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یا خلافت راشدہ کا نظام نافذ کرنے لیے دامے، درمے، سخنے، قلبے و دماغے کام کر کے اپنے حصہ کا کام کریں تا کہ ہم دنیا میں بھی اور قیامت کے دن بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی کی حیثیت سے سرخرو ہو سکیں۔ آمین،

حواشی

❶ عرضِ حال مصنف بحضور رحمتہ للعالمین ﷺ

گر دلم آئینہ بے جوہر است ‌ ‌ ‌ ور بحرفم غیر قرآں مضمر است

اگر میرا دل آئینہ بے جوہر ہے ‌ ‌ ‌ اور اگر میرے الفاظ میں غیر قرآن مضمر ہے

روزِ محشر خوار و رسواکن مرا ‌ ‌ ‌ بے نصیب از بوسۂ پاکن مرا

قیامت کے دن مجھے ذلیل و رسوا کر دینا ‌ ‌ ‌ اپنے پاؤں کے بوسہ سے مجھے بے نصیب کر دینا

❷ نظریۂ خودی قرآن مجید سے ماخوذ ہے (از پروفیسر یوسف سلیم چشتی) اور اس کی گواہی ڈاکٹر رینالڈ نکلسن کا انگریزی ترجمہ ہے جس پر اہل علم نے تبصرے لکھے۔ امریکی دانشور ڈاکٹر ہربرٹ ایڈ کا تبصرہ اسی شمارہ کے صفحہ نمبر 47 درج ہے۔

❸ قائد اعظم محمد علی جناح، پاکستان میں نظامِ خلافت کے متمنی تھے۔ انھوں نے اپنی وفات بتاریخ 11 ستمبر 1948ء سے دو تین دن پہلے پروفیسر ڈاکٹر ریاض علی شاہ سے فرمایا:

”تم جانتے ہو کہ جب مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ پاکستان بن چکا ہے تو میری روح کو کس قدر اطمینان ہوتا ہے۔ یہ مشکل کام تھا اور میں اکیلا اسے کبھی نہیں کر سکتا تھا۔ میرا ایمان ہے کہ یہ رسولِ خدا ﷺ کا روحانی فیض ہے کہ پاکستان وجود میں آیا۔ اب یہ پاکستانیوں کا فرض ہے کہ وہ اسے خلافت راشدہ کا نمونہ بنائیں تا کہ خدا اپنا وعدہ پورا کرے اور مسلمانوں کو زمین کی بادشاہت دے“۔ (روزنامہ جنگ، 11 ستمبر 1988ء)

❹ جوابِ شکوہ کا آخری بند

عقل ہے تیری سپر، عشق ہے شمشیر تری ‌ ‌ ‌ مرے درویش! خلافت ہے جہانگیر تری

ماسوا اللہ کے لیے آگ ہے تکبیر تری ‌ ‌ ‌ تو مسلماں ہو تو تقدیر ہے تدبیر تری

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

کلامِ اقبال تعلیماتِ اسلامی کی روشنی

ڈاکٹر ممتاز عمر
ایسوسی ایٹ پروفیسر۔کراچی

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام خانہ کعبہ کی دیواریں تعمیر کرتے جاتے تھے اور لبوں پر دل کی یہ دعا تھی کہ ''اے ہمارے ربّ! ہماری قوم سے ایسا نبی اُٹھا جو انہیں احکاماتِ ربانی سنائے، کتاب کا علم دے، ان کا تزکیہ کرے اور حکمت کی باتیں بتائے''۔اللہ کی بارگاہ میں یہ دعا مقبول ہوئی اور نبی اکرم حضرت محمد ﷺ جہالت کے اندھیروں میں بھٹکی ہوئی اُمت کے لیے نورِ ہدایت لائے۔ 23 سال کی جدوجہد میں عرب کے ریگزار اسلام کی روشنی سے منور ہو چکے تھے۔ پھر بہت جلد تمام عالم میں اسلام کا بول بالا ہوا۔

کھلے ہیں ملت بیضا پہ اسرارِ جہاں بینی
ادا کرنا پڑے گا اس کا کردارِ جہاں بینی
جہاں سے منفرد ہے اس کا معیار جہاں بینی
جہاں بانی سے ہے دشوار تر کارِ جہاں بینی
جگر خوں ہو تو چشم دل میں ہوتی ہے نظر پیدا

اسی طرح ہندوستان کی تاریخ میں جب 1857ء کی جنگ آزادی کو بزورِ طاقت کچل دیا گیا اور مسلمان خوف اور حسرت و یاس کی کیفیت میں تھے، ان میں حق کی تلاش کی جستجو ماند پڑ چکی تھی بالفاظ دیگر وہ روز روشن کو دیکھنا ہی نہ چاہتے تھے تو اقبال نے اپنی ولولہ انگیز شاعری کے ذریعے

ان میں زندگی کی تڑپ، آگے بڑھنے کا حوصلہ اور آزادی کی اُمنگ بیدار کی۔

رہنے دے یہاں اپنے افکارِ حکیمانہ
کر ان میں ابھی پیدا کچھ ہمت مردانہ
کرسکتے ہیں پیش اک دن یہ جان کا نذرانہ
نومید نہ ہو ان سے اے رہبرِ فرزانہ!
کم کوش تو ہیں لیکن بے ذوق نہیں راہی

علامہ اقبال ہندوستان کے ماحول میں پلے بڑھے مگر تلاشِ علم انہیں یورپ تک لے گئی۔ انہوں نے جدید نظامِ تعلیم کو اختیار کیا۔ وہ قانون، معاشیات، اقتصادیات اور تہذیب کے علم سے آراستہ ہوئے۔ وہ فلسفے میں تو اعلیٰ مقام تک پہنچے جو اس علم کے امام کو حاصل ہوا کرتا ہے۔ انہوں نے یورپ کے معاشرے تہذیب وتمدن اور نظامِ تعلیم کو مشاہداتی طریقے سے برتا۔ انہوں نے یورپ کے نظامِ تمدن کی خرابیوں پر جتنا غور کیا اس قدر ان کا ایمان اسلام پر مستحکم ہوتا گیا یہاں تک کہ وہ قرآن میں گم ہوگئے اور قرآن سے الگ ان کا کوئی فکری وجود باقی نہیں رہا۔ ان کی فکر و نظر قرآن میں اس قدر مدغم ہوچکی تھی کہ حقیقت اور قرآن ان کی نظر میں شئے واحد تھے۔

ہر لحہ یہ قرآن کو پڑھتا نہیں لیکن
رکھتا ہے یہ ہر کام میں قرآں کو معاون
ظاہر سے بھی کچھ اور حسین رکھتا ہے باطن
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

احکاماتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں وہ اس قدر راسخ العقیدہ تھے کہ وہ ہر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دنیاوی اصول پر پرکھنے کے بجائے اس پر حقیقی معنوں میں ایمان رکھتے تھے کسی نے حیرت سے ایک حدیث کو ان کے سامنے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُحد پہاڑ پر تین خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ہمراہ کھڑے تھے کہ پہاڑ لرزنے لگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''ٹھیر جا! تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق، اور دو شہداء ہیں''۔ پہاڑ تھم گیا۔ علامہ اقبال نے سوالی سے

حیرت کی وجہ پوچھے بغیر کہا: ”اس میں شک وشبہ کی کیا گنجائش“۔ میں اس کو استعارہ اور مجاز نہیں بلکہ ایک مادی حقیقت سمجھتا ہوں اور میرے نزدیک اس کے لیے کسی تاویل کی حاجت نہیں۔ اگر تم حقائق سے آگاہ ہوتے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ ایک نبی کے نیچے آکر مادے کے بڑے بڑے تودے بھی لرزاٹھے ہیں، مجازی طور پر نہیں، واقعی لرزاٹھے ہیں۔

شرافت تھی، مروت تھی کہ ایمانی حمیت تھی
گھرانے کا اثر تھا یا کوئی شانِ اطاعت تھی
یہ حسنِ تربیت تھا یا کوئی رمزِ مشیت تھی
یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیلؑ کو آدابِ فرزندی

احکاماتِ شریعت کے بارے میں یہ تعلیم یافتہ بارایٹ لاء فلاسفر اور شاعر راسخ العقیدہ تھا جب سرکار برطانیہ نے انہیں جنوبی افریقہ میں اس شرط کے ساتھ سفارت کے عہدے کی پیشکش کی کہ بیگم اقبال بغیر پردے کے مخلوط محافل میں شامل ہوں تو انہوں نے صاف انکار کردیا اور لارڈ ولنگڈن سے کہا کہ ”میں بے شک ایک گناہ گار انسان ہوں، احکام اسلامی کی پابندی میں بہت کوتاہیاں مجھ سے ہوتی ہیں مگر اتنی ذلت اختیار نہیں کرسکتا کہ محض آپ کا ایک عہدہ حاصل کرنے کے لیے شریعت کا حکم توڑ دوں۔“

کیا ہوگا قلندر سے شاہوں کا سفیر اولیٰ
دولت کے اسیروں سے الفت کا اسیر اولیٰ
سو صاحبِ ثروت سے اک زندہ ضمیر اولیٰ
دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللٰہی

اقبال کی شاعری جابجا کلام اللہ اور احادیث کی منظوم شکل نظر آتی ہے۔ اقبال نے بندۂ حق کا تعین اس طرح کیا ہے کہ وہ حق تعالیٰ کا فرمانبردار ہو۔ قرآن کی رو سے حکومت کا حق صرف بندۂ حق کو حاصل ہے کیونکہ اقتدارِ اعلیٰ اللہ رب العالمین کی ذات کو روا ہے اور انسان اس کا نائب

ہے اس لیے اسے خلافت کا منصب عطا کیا گیا ہے۔

سوائے کینہ نہیں کچھ بھی جن کے سینوں میں
گھرا ہوا ہوں انہیں حاشیہ نشینوں میں
قرینہ ایک ہے یہ بھی مرے قرینوں میں
اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکمِ اذاں، لا الٰہ الا اللہ

انہوں نے اللہ کے تصورِ وحدانیت کو اجاگر کرنے اور اس پر پختگی کے ساتھ عمل پیرا ہونے کی دعوت دی ہے کیونکہ یہ وہ دعوت ہے جو انسان کو مسلم بناتی ہے اور پھر اس سے آگے کی منزل مطیع ہونا ہے۔ بلا چون و چرا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اس کی زندگی کا حصہ بن جایا کرتی ہے۔

یہ دنیا کی شورش سے بیزار بندے
اطاعت گزار اور دین دار بندے
یہ ایماں کی لذت سے سرشار بندے
یہ غازی یہ تیرے پر اسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی

مسلمانوں کی نجات احکاماتِ قرآن پر عمل پیرا ہونے میں ہے۔ اسی کی تاکید اقبال بھی کرتے ہیں۔ علامہ اقبال قرآن کریم کا یہ اعجاز بیان کرتے ہیں کہ جو لوگ ہدایت کے طالب ہوں اُن کے لیے نورِ ہدایت ہے کہ دلوں کو نرم کر دیتا ہے وہ سوز اور اثر آفرینی ہماری قرائتوں میں پیدا ہو جو پرہیز گاروں کے لیے تبدیلی کا پیغام لائے۔

مومن کی ہے آفاق میں صرف ایک ہی پہچان
روشن ہے یہاں اس سے بھلائی کا ہر امکان
یہ وقت کا درویش کبھی وقت کا سلطان
ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

علامہ اقبال اسلام کی اصل روح کو پیش کرنا چاہتے ہیں جسکے مطابق معاشرے میں رہ کر تبدیلیاں پیدا کرنا اور انقلاب برپا کرنا ہی کامیابی کی دلیل ہے۔ رہبانیت کا اسلام میں کوئی تصور نہیں۔

خلقِ خدا میں تو سب سے بہتر
تیرے مقاصد اللہ اکبر
تجھ سے مزین محراب و منبر
تو مردِ میداں تو میرِ لشکر
نوری حضوری تیرے سپاہی

علامہ اقبال نے اپنی شاعری کے ذریعے ملت اسلامیہ کے اتحاد اور اسے اس کا کھویا ہوا مقام دلانے کی سعی کی ہے۔ وہ عربوں اور ترکوں کی قوم پرستی پر خون کے آنسو روتے رہے۔

جہاں میں زندہ قوموں کا یہی آئینِ محکم ہے
سروں کی فصل کٹ جائے مگر مقصد مقدم ہے
مگر یہ حادثہ اپنے عزائم سے بہت کم ہے
اگر عثمانیوں پر کوہِ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے
کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

یہی وجہ تھی کہ انہوں نے اپنی نظموں کے ذریعے اخوت و مساوات کا درس دیا اور ان گتھیوں کو بھی سلجھایا جو ہمارے بیشتر علماء کے بس کی بات نہ تھی کیونکہ مغربی علوم سے آراستہ اور قرآن کے پیغام سے آگاہ یہ شخص مستقبل میں جھانک رہا تھا۔ اگر ''شکوہ'' کے ذریعے کچھ سوالات اٹھائے گئے تو ''جوابِ شکوہ'' ان کا مدلل جواب ثابت ہوئی اور اس راہ کو آسان بنانے میں شمع و شاعر کی پیشکش نے اہم کردار ادا کیا۔ خضرِ راہ، طلوعِ اسلام اور مسجد قرطبہ وہ منظوم خیالات ہیں جو ملت اسلامیہ کی تعمیرِ نو کا باعث بنے۔ 'ساقی نامہ' کے ذریعے مستقبل کی وہ تصویر پیش کی جو اس وقت سمجھ نہ آتی تھی۔

گراں خواب چینی سنبھلنے لگے
ہمالیہ کے چشمے ابلنے لگے

دل طورِ سینا و فاراں دو نیم
تجلی کا پھر منتظر ہے کلیم!
مسلماں ہے توحید میں گرم جوش
مگر دل اب تک ہے زنّار پوش!

انہوں نے تمام دنیا کے مسلمانوں کو اس بات کی دعوت دی کہ تم ایک ملت واحدہ ہو اور جس قوم پرستی میں تم مبتلا ہو وہ ایک بالکل غلط اور مہلک تصور ہے اور دوسری طرف انہوں نے ہندوستانی مسلمانوں میں یہ احساس پیدا کیا کہ تم مسلم ہونے کی حیثیت سے ایک قوم اور ایک ملت ہو، تمہارا کسی قوم میں جذب ہونا سراسر باطل نظریہ ہے۔ اگر اقبال نے بروقت یہ اقدام نہ کیا ہوتا اور اسلامی قومیت کے صحیح تصور کی تبلیغ کر کے مسلمانوں کے اندر اسلامی قومیت کا احساس پیدا نہ کر دیا ہوتا تو آج پاکستان کا وجود بھی ممکن نہ ہوتا۔ مگر اہلِ پاکستان کے لیے اقبال کا پیغام روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔

نہ رہ مطمئن خواہش و آرزو پر
نہ کر اکتفا بحث اور گفتگو پر
توانائیاں صرف کر جستجو پر
قناعت نہ کر عالمِ رنگ و بو پر
چمن اور بھی آشیاں اور بھی ہیں

(کلام اقبال پر تضمین ''سورج اور چراغ''، سمیع صدیقی، فریدی بک سینٹر، 136، اردو بازار، کراچی)

تو اللہ سے ڈر، جہاں کہیں بھی ہو

الارض

(قرآن حکیم کی روشنی میں)

1

ڈاکٹر محمد سرشار خان

قرآن حکیم میں جہاں بھی کائنات کا ذکر آتا ہے آسمانوں کے ساتھ عموماً زمین کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ جیسے رَبّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرضِ، خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ، مَا فِی السَّمٰوَاتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ---۔ اگر صرف سماوات ہی کا ذکر کر دیا جاتا تو ان کے اربوں کھربوں ستاروں اور دیگر اجرامِ فلکی سمیت زمین بھی اس میں شامل سمجھی جاتی، مگر یہ چھوٹا سا نیلگوں سیارہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک بہت اہم ہے کیونکہ یہ نہ صرف اس کی تخلیق کے شاہکاروں میں سے ایک ہے بلکہ یہاں پر ہی اس نے اپنی خوبصورت ترین اور احسن تخلیق کو جسے اس نے اپنے ہاتھوں سے بنایا، با اختیار خلیفہ بنا کر اتارا۔ پھر آخری اور مکمّل رہنمائی کے لئے ہادیٔ عالم رحمت للعالمین ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کو زمین پر اُتارا تو یہ کوئی اچانک اور عجلت میں کیا ہوا فیصلہ نہیں تھا۔ زمین دیگر اجرامِ فلکی کی طرح بہت پہلے وجود میں آ چکی تھی۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے اسے زندگی کی پیدائش اور بقا کے لئے رفتہ رفتہ سازگار بنایا اور جب حضرت انسان کی دنیا میں آمد ہوئی تو وہ تمام تر سہولتوں، آسائشوں اور درکار ضروریاتِ زندگی کے ساتھ خلیفۃ الارض کے استقبال کے لئے تیار تھی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

- ''ہم نے اولادِ آدم کو بڑی عزت دی اور انہیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور انہیں پاکیزہ چیزوں سے روزی دی اور اپنی بہت سی مخلوق پر انہیں فضیلت دی''۔

(سورۃ بنی اسرائیل آیت 70)

- ''اور وہی ہے جس نے پھیلا دیا زمین کو اور بنا دیے اس میں پہاڑ اور دریا اور ہر قسم کے پھلوں کے دو دو جوڑے بنا دیے۔ وہ ڈھانپ لیتا ہے رات سے دن کو، بے شک ان تمام چیزوں میں اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں غور وفکر کرنے والوں کے لئے''۔(سورۃ الرعد آیت 3)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن حکیم میں بہت سے مقامات پر آسمانوں اور زمین اور اس میں موجود اشیاء کے بارے میں غور وفکر کر کے راہِ ہدایت پر گامزن رہنے کا حکم دیتے ہیں۔

''آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور دن رات کے بدلنے میں ان عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں جو کھڑے بیٹھے اور کروٹ کے بل لیٹے اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمان وزمین کی پیدائش پر غور وفکر کرتے رہتے ہیں (اور پکار اُٹھتے ہیں) اے ہمارے رب! تو نے یہ عبث پیدا نہیں فرمایا۔ تو پاک ہے، پس ہمیں دوزخ سے بچا''۔(سورۃ آلِ عمران: آیت 91-190)

زمین اور کائنات

زمین کی تخلیق میں غور وفکر سے پہلے ہم ہر لحظہ وسعت پذیر کائنات پر مختصراً بات کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''کیا تمہارا پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا پوری سماوی کائنات کا، جسے اُس نے بنایا۔ اس نے آسمان کے تمام کُرّوں (ستاروں) کو فضائے بسیط میں پیدا کر کے عظیم الشان بلندیوں پر رکھا۔ پھر ان (کی ترکیب وتشکیل اور افعال وحرکات) میں اعتدال، توازن اور استحکام پیدا کر دیا''۔(سورۃ النازعات: 29-27)

اس کے بعد کی چار آیات زمین کی تشکیل کے بارے میں ہیں۔ زمین کائنات کی تشکیل کے کافی مدت بعد وجود میں لائی گئی۔

''اس کے بعد زمین کو اس نے بچھایا۔ اس کے اندر سے اس کا پانی اور چارہ نکالا اور پہاڑ اس میں گاڑ دیے۔ سامانِ زیست کے طور پر تمہارے لئے اور تمہارے

مویشیوں کے لئے''۔(آیت 33-30)

آغازِ کائنات

سائنسی ماہرین اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ یہ کائنات آغاز میں مادے اور توانائی کا انتہائی کثیف نقطہ تھی۔ جب یہ نقطہ بے پناہ قوت کے ساتھ پھٹا تو جو گیسیں تمام اطراف میں پھیلیں ان کے انجماد وقوتِ کشش اور برقی مقناطیسی قوت کی موجودگی میں اربوں سال کے دباؤ کے نتیجے میں آج سے 12-13 بلین سال قبل وجود میں آئی۔ اس نظریے کو بگ بینگ تھیوری (Big Bang Theory) کا نام دیا گیا ہے۔قرآن حکیم بھی اس طرح کے نظریے کی تائید کرتا ہے۔

کائنات کے بارے میں انسانی علم ابھی بہت محدود ہے۔ ہر لمحہ پھیلتی اور نئی کہکشائیں وجود میں لاتی ہوئی کائنات کے فاصلے ناپنے کے لیے نوری سال کی اصطلاح بھی اب بہت چھوٹا عدد بن گئی ہے۔ (روشنی کی رفتار ایک لاکھ 86 ہزار میل فی سیکنڈ ہے۔ جتنا فاصلہ روشنی ایک سال میں طے کرتی ہے اس فاصلے کو ایک نوری سال کہتے ہیں) سورج کی روشنی کو زمین تک پہنچنے میں تقریباً 8 منٹ لگتے ہیں یعنی سورج کا زمین سے فاصلہ 8 منٹ ہے۔ 400 بلین سورجوں والی ہماری درمیانے درجے کی کہکشاں میں ہمارے سورج کے بعد قریب ترین دوسرے سورج/ستارے کا فاصلہ 4 نوری سال اور 4 ماہ ہے۔ ہماری کہکشاں کو ملکی وے (milky way) کا نام دیا گیا ہے، جس کی لمبائی ایک لاکھ نوری سال اور چوڑائی تقریباً 25 ہزار نوری سال ہے۔ اس میں ایک ایسا سورج بھی ہے جس میں ہمارے 900 سورج سما سکتے ہیں۔ ہماری کہکشاں خود اپنے مرکز کے گرد 225 ملین سال میں اپنا ایک چکر مکمل کرتی ہے۔ کہکشاں کے مرکز کے قریب واقع سورج/ستارے 900 میل فی سیکنڈ تک کی ناقابل یقین رفتار سے کہکشاں کے گرد چکر لگا رہے ہیں۔

اب ہم دیگر کہکشاؤں کی بات کرتے ہیں۔

اب تک مجموعی طور پر 135 ارب کہکشائیں دریافت ہو چکی ہیں۔ بعض کہکشائیں زمین سے اتنی دور ہیں کہ وہاں تک پہنچنے میں 12 کھرب نوری سال سے بھی زیادہ وقت درکار ہوگا۔ انسان اگر روشنی کی رفتار سے چلنے والا خلائی جہاز بنا لے تب بھی وہ کائنات کے ایک معمولی

حصے کو پوری طرح دریافت نہیں کرسکتا کیونکہ کائنات نہایت تیز رفتاری سے چاروں طرف مزید پھیلے جارہی ہے۔

''ہم نے آسمان کو اپنے ہاتھوں سے بنایا اور ہم اس میں توسیع کرتے رہیں گے۔''

(سورۃ الذاریات: آیت 47)

مثلاً ایک کہکشاں 700 نوری سال کے فاصلے پر ہے اور 13400 میل فی سیکنڈ کی رفتار سے اپنے مرکز سے جہاں وہ اپنے آغاز میں موجود تھی دور ہٹتی جارہی ہے۔

ہر کہکشاں کے مرکز میں ایک سیاہ سوراخ (black hole) ہوتا ہے۔ ہماری کہکشاں کے وسط میں بھی ایک بلیک ہول ہے جو حجم میں بہت کم مگر وزن میں ہمارے دس لاکھ سورجوں کے برابر ہے۔ ان بلیک ہولز کی کشش ثقل اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے اوپر پڑنے والی روشنی تک کو واپس نہیں آنے دیتے۔ اسی وجہ سے وہ سیاہ نظر آتے ہیں۔ 1997ء میں ناسا کے خلائی ادارے نے خلائی دُوربین ہبل (Hubble) سے ہماری کہکشاں کا سب سے روشن ستارہ دریافت کیا جسے انہوں نے Little کا نام دیا۔ ماہرین کے مطابق یہ نیا ستارہ تقریباً 10 لاکھ سے 30 لاکھ سال پہلے وجود میں آیا۔ اس میں ہمارے سورج کے مقابلے میں ایک کروڑ گنا زیادہ توانائی ہے۔ ہمارا سورج جتنی توانائی ایک سال میں خرچ کرتا ہے۔ یہ ستارہ اتنی توانائی 6 سیکنڈ میں خارج کر دیتا ہے۔ اس سے بھی بڑا ستارہ 16 اپریل 1991ء کو امریکی خلائی شٹل کے خلابازوں نے دریافت کیا جو ہمارے سورج سے ایک کھرب گنا بڑا ہے۔ اللہ اکبر۔

جہاں تک ہمارے سورج کا تعلق ہے، اس میں حرارت اور توانائی پیدا کرنے کے لئے اس کی 40 لاکھ ٹن ہائیڈروجن گیس فی سیکنڈ خرچ ہورہی ہے لیکن یہ اتنا بڑا ہے کہ اربوں سال سے چمک رہا ہے اور مزید اربوں سال چمکنے کا سامان رکھتا ہے۔ سورج بھی زمین کی طرح اپنے محور پر 150 میل فی سیکنڈ کی رفتار سے گھوم رہا ہے اور زمین سمیت اپنے تمام سیاروں کو ساتھ لیے اپنی کہکشاں کے مرکز کے گرد گھوم رہا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق سورج کی پیدائش سے لے کر اب تک اس نے صرف 30 چکر پورے کیے ہیں۔ ہمارا سورج کہکشاں کے مرکز سے تقریباً 30 ہزار نوری سال کے فاصلے پر ہے۔

"اور سورج، وہ اپنے ٹھکانے کی طرف جا رہا ہے۔ یہ زبردست علیم ہستی کا باندھا ہوا حساب ہے"۔(سورۃ یاسین آیت 38)

ہمارا نظامِ شمسی

جو خلائی کُرّے کسی ستارے کے گرد محوِ گردش ہوں انہیں اس ستارے یا سورج کے سیارے کہا جاتا ہے۔ اپنی کہکشاں میں اب تک 300 کے قریب سیارے دریافت کیے گئے ہیں لیکن وہ سب مشتری (jupiter) کی طرح سخت گرم اور زندگی سے محروم اپنے اپنے سورج کے قریبی مداروں میں گردش کر رہے ہیں۔ ابھی تک کوئی اور ایسا نظامِ شمسی دریافت نہیں کیا جا سکا جس میں دو یا تین سے زیادہ سیارے ہوں۔ ہمارا نظامِ شمسی اس لحاظ سے بھی منفرد ہے کہ اس میں 9 سیارے موجود ہیں اور ہو سکتا ہے کہ دسواں سیارہ بھی بہت جلد دریافت ہو جائے۔ اب ہم ان سیاروں کا مختصراً جائزہ لیتے ہیں۔

عطارد (Mercury): یہ سورج کے قریب ترین سیارہ ہے۔ دیگر سیاروں کے مقابلے میں یہ چھوٹا سا پتھریلا گولہ ہے جو سورج سے بہت زیادہ قریب ہونے کی وجہ سے سخت گرم رہتا ہے۔ سورج کی زبردست کشش کے باعث جب یہ اپنے مدار میں 2 چکر مکمل کرتا ہے تو اپنے محور پر اس کی محض 3 گردشیں مکمل ہوتی ہیں، جس کی وجہ سے یہ ایک طرف سے انتہائی گرم اور دوسری طرف سے انتہائی سرد ہوتا ہے۔ دن اور رات کے درجہ حرارت میں تقریباً 1000 ڈگری سنٹی گریڈ کا فرق ہے۔ اس کا ایک دن ہمارے 58 دن اور 16 گھنٹے کے برابر ہے اور یہ سورج کے گرد اپنا چکر صرف 88 دنوں میں پورا کر لیتا ہے یعنی اس کا ایک سال ہمارے 88 دنوں کے برابر ہے۔

زہرہ (venus): یہ سورج سے دوسرے نمبر پر ہے۔ یہاں کا درجہ حرارت 450C ہے (100C پر پانی اُبلنے لگتا ہے) اس کی فضا زیادہ تر کاربن ڈائی آکسائیڈ پر مشتمل ہے اور اس میں گیسی سلفیورک ایسڈ (گندھک کا تیزاب) تہہ در تہہ موجود ہے۔ اس جہنم میں زندگی کا کوئی تصور نہیں کیا جا سکتا جہاں بارش بھی تیزاب کی ہوتی ہے۔ اس کی گردش اپنے محور پر بہت سست ہے اور یہ اپنے گرد 243 دن میں ایک دفعہ گھومتا ہے یعنی اس کا ایک دن اتنا لمبا ہے۔ سورج کے گرد یہ 225 دن میں ایک چکر لگاتا ہے۔

زمین(Earth): یہ سورج سے تیسرے نمبر پر ہے۔ دیگر سیاروں کے متعلق جان کر آپ کو علم ہو جائے گا کہ اس کی مناسب اور متناسب فضا، سطح کے خدوخال، درجہ حرارت، مقناطیسی میدان، متنوع عناصر کی فراوانی اور سورج سے انتہائی مناسب فاصلہ اسے زندگی کے لئے خصوصی طور پر سازگار بناتے ہیں۔

مریخ (Mars): اس کی فضا میں بھی کاربن ڈائی آکسائیڈ کی کثرت ہے۔ شہابیوں کی بارش اور تیز ہواؤں سے ریت کے طوفان اٹھتے رہتے ہیں جو کئی کئی دن جاری رہتے ہیں۔ درجہ حرارت میں بہت کمی بیشی ہوتی ہے اور یہ منفی 53C تک بھی ریکارڈ کیا گیا ہے۔ یہ زمین سے ملتا جلتا سیارہ ہے لیکن اب تک کی تحقیق کے مطابق زندگی سے یکسر محروم ہے۔ اس کا دن 24 گھنٹے اور 38 منٹ کا ہے اور سال 687 دنوں کا ہوتا ہے۔

مشتری(jupiter): یہ ہمارے نظامِ شمسی کا سب سے بڑا سیارہ ہے جس میں ہماری زمین جیسی 318 زمینیں سما سکتی ہیں۔ یہ تمام کا تمام بھاری گیسوں پر مشتمل ہے (ہوسکتا ہے اس کا اندرونی حصہ چٹانوں اور دھاتوں سے مل کر بنا ہو)۔ اس کے بیرونی حصوں کا درجہ حرارت منفی 143C تک ریکارڈ کیا گیا ہے۔ یخ بستہ ماحول کے علاوہ طوفانی ہواؤں، شدید تابکاری اور گیسی حالت کی بنا پر یہاں زندگی کا سوچا بھی نہیں جاسکتا۔ اس کے 14 سے زیادہ چاند ہیں جن میں سے 2 ہمارے چاند سے بڑے ہیں۔ دن صرف 10 گھنٹے کا ہے اور یہ سورج کے گرد ایک چکر 12 سال میں مکمل کرتا ہے۔

زحل(Saturn): یہ سورج سے چھٹے نمبر پر ہے۔ یہ بھی پورے کا پورا گیس کا گولہ ہے۔ اس کے اردگرد گیس پتھروں اور گرد و برف سے حلقے سے بنے ہوئے ہیں جو اس کی پہچان ہیں۔ یہاں کا درجہ حرارت بھی بہت کم یعنی منفی 178C ہے۔

یورینس(Uranus): اس کی سطح پر برف اور چٹانیں ہیں۔ فضا میں ہائیڈروجن، ہیلیم اور میتھین گیسیں بکثرت موجود ہیں۔ درجہ حرارت منفی 214C- تک پہنچ جاتا ہے۔ ایک دن 16 گھنٹے کا اور سال ہمارے 84 سال کے برابر ہے۔

نیپچون(Neptune): یہ سیارہ سورج سے بہت زیادہ دور ہونے کی وجہ سے انتہائی

سرد ہے۔اس کی فضا بھی ہائیڈروجن، ہیلیم اور میتھین سے بھرپور ہے۔ یہاں ہر وقت دو ہزار کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے ہوائیں چلتی رہتی ہیں۔اس کا ایک دن 18 گھنٹے اور ایک سال ہمارے 165 سالوں کے برابر ہے۔

پلوٹو(Pluto): اب تک دریافت ہونے والا نظامِ شمسی کا سب سے آخری سیارہ ہے جس کا درجہ حرارت منفی 238C- ہے۔ یہ برف کا بڑا سا ڈھیر بنا رہتا ہے اس کا ایک دن ساڑھے 6 گھنٹے کا اور سال 248.5 زمینی سالوں کے برابر ہے۔

کہکشاؤں اور نظامِ شمسی پر نظر دوڑانے سے احساس ہوتا ہے کہ کائنات میں حجم یا جسامت کے لحاظ سے زمین کی حیثیت سمندر کنارے پڑی ریت کے ایک ذرے سے زیادہ نہیں لیکن اس میں اتنی حکمتیں اور نہایت اعلیٰ پیانے پر ترتیب دیے گئے مکمل اور پیچیدہ نظام ہیں جن پر غور سے بے اختیار ایک عظیم اور لامحدود شعور رکھنے والی ہستی کے خالق ہونے کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اگر دلوں پر مہریں اور آنکھوں پر پردے پڑے ہوں تو دوسری بات ہے ورنہ کائنات کی ہر چیز بلند آہنگ میں اپنے خالق کے ہونے کا حمد و تسبیح کے ساتھ اعلان کرتی نظر آتی ہے۔

آیئے ہم قرآن حکیم کی روشنی میں زمین کی ساخت اور اس میں کارفرما معجزوں کا ذکر کرتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

- سورۃ البقرہ آیت 164

"جو لوگ عقل سے کام لیتے ہیں ان کے لئے آسمانوں اور زمین کی ساخت میں، رات دن کے پیہم ایک دوسرے کے بعد آنے میں ان کشتیوں میں جو انسان کے نفع کی چیزیں لئے ہوئے دریاؤں اور سمندروں میں چلتی ہیں، بارش کے اس پانی میں جسے اللہ اوپر سے برساتا ہے پھر اس کے ذریعے سے زمین کو زندگی بخشتا ہے اور اپنے اسی انتظام کی بدولت زمین میں ہر قسم کی جاندار مخلوق کو پھیلاتا ہے، ہواؤں کی گردش میں اور ان بادلوں میں جو زمین اور آسمان کے درمیان تابع فرمان بنا کر رکھے گئے ہیں، بے شمار نشانیاں ہیں"۔

- سورۃ الزمر۔آیت 5

''اللہ نے زمین و آسمان پیدا کیے۔ رات کو دن میں اور دن کو رات میں تبدیل کیا اور آفتاب، ماہتاب کو مسخر کیا۔ تمام کے تمام ایک معین معیاد تک محو حرکت رہیں گے''۔

اس طرح کی دیگر کئی آیات ہیں جن میں زمین اور اس میں موجود اشیاء کے بارے میں غور و فکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ درج بالا آیات کو سمجھنے کے لئے پہلے ہم زمین کی حرکات اور اس کی ساخت کے بارے میں بات کریں گے۔ زمین اپنے سورج کے گرد چکر لگانے والے سیاروں میں سے تیسرے نمبر پر ہے۔ جسامت کے لحاظ سے نو سیاروں میں سے پانچواں بڑا سیارہ ہے، جو اپنے محور پر 18.5 میل فی سیکنڈ کی رفتار سے گھوم رہا ہے۔ یہ دن رات میں سولہ لاکھ میل بنتے ہیں۔ دن رات اسی گردش کی وجہ سے وجود میں آتے ہیں۔

اپنے محور پر گھومنے کے علاوہ زمین سورج کے گرد 67,000 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اپنا چکر ایک سال (365 دن 6 گھنٹے 48 منٹ اور 45.51 سیکنڈ) میں پورا کرتی ہے اور پورے سال میں ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے کا بھی فرق نہیں پڑتا۔

سورۃ یاسین آیت 40

''نہ سورج کے بس میں یہ ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جا سکتی ہے۔ سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں''۔

جس طرح زمین سورج کے گرد چکر لگا رہی ہے اسی طرح سورج بھی زمین اور دیگر سیاروں کو لے کر اپنے عظیم مدار میں چکر لگا رہا ہے۔

اَللّٰہُ الَّذِیۡ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَہَا ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ کُلٌّ یَّجۡرِیۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی (سورۃ الرعد: آیت 2)

''اللہ تو وہی ہے جس نے آسمان کو ستونوں کے بغیر بلند کیا (جیسا کہ) تم دیکھتے ہو۔ پھر وہ عرش پر قائم ہوا۔ (زمین و آسمان میں احکام کرنے لگا) اور سورج اور چاند کو اپنے اپنے کام پر لگا دیا۔ ہر ایک اپنے وقت مقرر پر چلتا رہتا ہے......''

سَخَّرَ کے معانی کسی چیز کو قہراً و جبراً کسی مخصوص غرض کی طرف لے جانے کے ہیں۔ یعنی تمام اجرامِ فلکی صرف حکم خداوندی سے ہی مخصوص افعال سرانجام دے رہے ہیں ورنہ بے پناہ

توانائی، کشش ثقل اور مرکز گریز قوتیں (Centripetal and centrifugal forces) اگر بے لگام ہوجائیں تو کائنات کی ہر چیز تباہ وبرباد ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز اپنے ارادہ واختیار اور تصرف واقتدار کے ذریعے انسان کے لئے مسخر کردی ہے۔ اب یہ انسان کا کام ہے کہ وہ اس کے لئے مسخر کردہ کائنات سے بنی نوعِ انسان کے لئے زیادہ سے زیادہ فوائد ومنافع حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری کا عملی ثبوت مہیا کرے۔

زمین کی ساخت

زمین کا اندرونی حصہ یا قلب (inner core) 759 میل چوڑا ہے جو ٹھوس لوہے اور نکل کا بنا ہوا ہے۔ اس کا درجہ حرارت 9800F ہے۔ اس کے اردگرد مائع لوہے اور نکل کا ملغوبہ ہے، جس کی موٹائی 1400 میل ہے۔ اس کے باہر کی طرف والے حصے کی موٹائی 1800 میل ہے جو گاڑھی پگھلی ہوئی چٹانوں اور دیگر عناصر پر مشتمل ہے۔ اس کے اوپر زمین کے باہر والا ٹھوس حصہ (جس کی موٹائی زیادہ سے زیادہ 19 میل ہے) اس پگھلے ہوئے لاوے پر کئی ٹکڑوں کی شکل میں ’’تیر‘‘ رہا ہے۔ بعض جگہوں پر سمندر کی تہہ میں اس کی موٹائی محض 3 میل رہ جاتی ہے، جس کے نیچے پگھلی ہوئی چٹانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے۔

زمینی شگاف اور پہاڑوں کی تخلیق

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ الۡاَرۡضِ ذَاتِ الصَّدۡعِ اِنَّہٗ لَقَوۡلٌ فَصۡلٌ (86:13-12)

’’اور (قسم ہے) پھٹ جانے والی زمین کی اور یہ قولِ فیصل ہے‘‘۔

صدع کے معنی پھاڑنا یا پھٹنا کے مترادف ہیں۔ ایک معنی شگاف ڈالنا بھی ہے۔ ایک وقت ایسا بھی تھا کہ زمین ایک ہی خشکی کے عظیم ٹکڑے پر مشتمل تھی اور باقی ہر طرف سمندر ہی تھا اور زمین کی موجودہ براعظمی سطحیں آپس میں جڑی ہوئی تھیں لیکن زیرِ زمین لاوے کی حرکت نے بحراوقیانوس کے درمیان میں ایک شگاف پیدا کیا پھر یہ گڑھا دونوں طرف پھیلتا چلا گیا اور براعظموں کو ایک دوسرے سے علیحدہ اور دور کرتا گیا۔ اسے براعظمی بہاؤ (Continental Drift)

کا نام دیا گیا۔علیحدگی کا یہ عمل 5 کروڑ سال پہلے مکمل ہوا اور کرہ ارض نے موجودہ شکل اختیار کر لی۔ (اب بھی دباؤ اور علیحدگی کا یہ عمل 5 سنٹی میٹر فی صدی کے حساب سے جاری ہے) براعظموں کو علیحدہ کرنے والا شگاف (Fissure) اب بھی موجود ہے۔اسے Mid Atantic Ridge کہتے ہیں۔ یہ بحراوقیانوس کے شمال میں گرین لینڈ کے مضافات سے شروع ہوتا ہے اور جنوب میں پورے اوقیانوس میں پھیل جاتا ہے۔دوسرا بڑا زمینی شگاف شمالی اور جنوبی امریکہ کے بحرالکاہل کے ساحل کے ساتھ ساتھ چلتا ہے اور جنوبی ایشیا سے شروع ہو کر کوہِ ہمالیہ کے نیچے سے گزرتا ہوا ترکی جا پہنچتا ہے۔اس کے علاوہ بھی زمین میں چھوٹے چھوٹے کئی شگاف ہیں۔

ان شگافوں اور زمینی پرتوں کی حرکات کی وجہ سے ہی Tectonic Plates کا نظریہ وجود میں آیا۔ اس کے مطابق ان شگافوں کے کناروں پر آتش فشانی عمل اور شدید دباؤ سے پہاڑوں کے سلسلے وجود میں آئے۔ یورال پہاڑ اس وقت بنے جب براعظم یورپ براعظم ایشیا سے آکر ملا۔اس کے علاوہ جنوب مشرقی ایشیا کے بڑے پیمانے پر سرکنے کے عمل سے سمندر کی تہہ میں ایسی سلوٹیں پڑ گئیں جن کی وجہ سے انڈونیشیا کے جزائر کی زنجیر سی بن گئی۔جیسا کہ شروع میں سب براعظم آپس میں جڑے ہوئے تھے اگر ایسا ہی حال رہتا تو زندگی اس کے کناروں پر ہی پنپتی کیونکہ اس کا اندرونی حصہ سخت گرم اور عظیم صحرا پر مشتمل ہوتا۔لہٰذا یہ شگافوں والی پھٹی ہوئی زمین زندگی کے لئے درکار ایک اہم اور زبردست ضرورت تھی۔ کیونکہ یہ شگاف آتش فشانی عمل اور پہاڑوں کے بننے کے عمل کے لئے ضروری تھے اور یہی شگاف زمین کی اندرونی زبردست حرارت کو متوازن رکھنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔

فرینک پریس اور ریمنڈ سیور (امریکی ماہرین ارضیات) لکھتے ہیں:

''زمین کے اندر ایک عظیم الشان لیکن نہایت خوبصورتی سے بنایا ہوا حرارتی انجن (Heat engine) ہے جو تابکاری سے چلتا ہے۔اگر یہ موجودہ رفتار کے مقابلے میں سست رفتار ہوتا تو زمین پر ارضیاتی سرگرمیاں بھی سست روی کا شکار رہتیں۔شاید لوہا نہ پگھلتا اور اندرونِ زمین انتہائی گہرائیوں میں غرق ہو کر مائع قلب (liquid core) نہ بنتا جس کی وجہ سے زمین کا مقناطیسی میدان بھی نہ تشکیل پاتا اور اگر یہ

تابکار مادہ زیادہ تیزی سے کام کرتا اور زمین کا حرارتی انجن زیادہ تیز رفتاری سے چل رہا ہوتا تو آتش فشانی عمل سے گیس اور راکھ سورج سے آنے والی روشنی کو زمین تک نہ پہنچنے دیتی، کرہ ہوائی زیادہ کثیف اور زہریلا بن جاتا اور ہر روز آنے والے زلزلوں اور آتش فشانی عمل سے زمین کی سطح بری طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتی ‘‘

پہاڑ

پہاڑوں کا ذکر قرآن حکیم میں متعدد بار آیا ہے۔ کہیں اپنی عظمت و ہیبت کے اظہار کے لئے، کہیں معجزات کے حوالے سے، کہیں تاریخی واقعات کے حوالے سے، کہیں انسانوں اور جانوروں کے سائے پانی اور دیگر نعمتوں کے ذکر اور برکات کے حوالے سے اور کہیں پہاڑوں کی ساخت اور اس میں چھپی نعمتوں اور حکمتوں کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے۔

- سورۃ الرعد آیت نمبر 15

’’اور وہی ہے جس نے یہ زمین پھیلا رکھی ہے اور اس میں پہاڑوں کے کھونٹے گاڑ رکھے ہیں اور دریا بہا دیے ہیں۔ اسی نے ہر طرح کے پھلوں کے جوڑے پیدا کیے ہیں اور وہی دن پر رات طاری کرتا ہے۔ ان ساری چیزوں میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں‘‘۔

- سورۃ المرسلات آیت نمبر 27

’’اور اس میں بلند و بالا پہاڑ جمائے اور تمہیں میٹھا پانی پلایا‘‘۔

پہاڑوں کی کئی اقسام ہیں۔ خشکی پر پھیلے ہوئے بڑے بڑے سلسلہ ہائے کوہ کرہ ارض پر بنی Tectonic plates کے آپس میں ملنے کے مقام پر ایک دوسرے سے ٹکرا کر دباؤ اور اس کی وجہ سے ایک مخصوص قسم کی حرکت (slip sliding movement) پیدا ہونے سے معرضِ وجود میں آتے ہیں۔ یہ ان رسوبی چٹانوں (sedimentation rocks) پر مشتمل ہوتے ہیں جو سمندر کے کنارے جمع ہوئی مٹی، معدنیات اور نمکیات سے بنتی ہیں۔ ہمالیہ کا پہاڑی سلسلہ اس کی ایک مثال ہے، جو برصغیر پاک و ہند (جو پہلے بہت بڑا براعظم تھا) کی پلیٹ کے براعظم ایشیا کی Tectonic Plate کے ساتھ جڑنے یا ٹکرانے سے وجود میں آیا ہے۔ ان پہاڑوں کی تشکیل سے

وہ معدنیات اور نمکیات دوبارہ خشکی پر آجاتے ہیں جو کسی زمانے میں بارشوں اور دریاؤں کے پانی میں بہہ کر سمندر میں چلے گئے تھے۔ یہ اجزاءِ زمین کی زرخیزی اور یہاں زندگی برقرار رکھنے میں بہت معاون و مددگار ہوتے ہیں۔ دنیا کے عظیم آتش فشانی سلسلے بھی انہی مقامات پر ہوتے ہیں جہاں ان جوڑوں کی کمزور جگہوں سے نکل کر یہ آتش فشانی کرتے ہیں۔ سمندروں میں واقع پہاڑی سلسلے Tectonic Plates کے آپس میں ملنے کے مقامات پر آتش فشانی عمل سے وجود میں آتے ہیں۔ خشکی اور سمندر میں آتش فشانی عمل سے مفید معدنی اجزاءِ زمین میں شامل ہوتے رہتے ہیں۔ لہٰذا آتش فشانی عمل اور زلزلے اگرچہ کچھ تباہی لاتے ہیں مگر اس میں بھی بہت حکمتیں چھپی ہیں اور یہ کاروبارِ ہستی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

زمین کی میخیں

زمین کی اوپری پرتیں Tectonic Plates اوپر بیان کردہ طریقے سے بنے پہاڑی سلسلوں کے ذریعے آپس میں مضبوطی سے جڑی ہوئی نہ ہوتیں تو جوش مارتے لاوے پر دھری یہ پلیٹیں ہر وقت بڑے بڑے زلزلوں اور تھرتھراہٹ کی زد میں رہتیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: سورہ النبا آیت 7-6۔ کیا ہم نے تمہارے لئے زمین کو فرش نہیں بنایا اور پہاڑوں کو میخیں۔

یہ بات ماہرین ارضیات کے علم میں 1960ء کے بعد آئی ہے کہ پہاڑ سطحِ زمین کے نیچے مضبوط گہری تہیں (roots) رکھتے ہیں جس کی وجہ سے پہاڑ زمین کو ثبات عطا کرتے ہیں۔ ارشاد باری ہے

''اور زمین پر پہاڑوں کا بوجھ رکھ دیا تا کہ زمین تم کو لے کر کسی طرف جھکنے نہ پائے اور ندیاں اور راستے بنائے تا کہ تم منزل پر پہنچ سکو''۔

یعنی اگر پہاڑوں نے زمین کو مضبوطی سے جکڑ نہ رکھا ہوتا تو اس کی سطح ڈانواں ڈول ہی رہتی۔ اگر پہاڑ نہ ہوتے تو محوری گردش کی وجہ سے زمین کی مرکز گریز قوت پگھلے ہوئے لاوے پر ٹکے قشرِ ارض کے ٹکروں کو زمین کے باہر بھی اچھال سکتی تھی۔

پہاڑوں کی افادیت

زمین کو ثبات عطا کرنے کے علاوہ بھی پہاڑ بے حد اہمیت کے حامل ہیں۔ پہاڑوں

نے ہماری زمین کا 1/5 حصہ گھیر رکھا ہے۔ پہاڑ نہ صرف علاقائی درجہ حرارت اور موسموں کو توازن میں رکھتے ہیں بلکہ زمینی درجہ حرارت اور آب وہوا کو مناسب حدود میں رکھنے، بارشوں کے نظام اور کرہ ارض پر پانی کے چکر (water cycle) کو قائم رکھنے میں بے حد اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

دنیا کی 7 ارب انسانی آبادی میں سے 2 ارب لوگ اپنی خوراک، لکڑی، معدنیات وغیرہ اور پن بجلی کے لئے براہِ راست پہاڑوں پر انحصار کرتے ہیں۔ جبکہ دنیا کے 80-60 فیصد لوگوں کی ضرورت کا تازہ اور میٹھا پانی پہاڑوں کے ذریعے ہی حاصل ہوتا ہے۔

پہاڑوں کا وجود زمین کو خوبصورت شکل دینے اور نباتات اور حیوانات میں تنوع کے لئے ناگزیر تھا۔ پہاڑوں کی چوٹیوں اور وسیع گلیشیرز کی سفید برفانی چمک خلا سے آنے والی خطرناک شعاعوں کو منعکس کر کے واپس بھیج دیتی ہے۔ ہواؤں کے چلنے اور درجہ حرارت کے کنٹرول کرنے میں ان کا اہم کردار ہے۔ مزید غور وفکر سے پہاڑوں میں چھپی بے شمار نئی حکمتیں اور اسرار منکشف ہو سکتے ہیں۔

زمین جائے قرار کیسے ہے

- ’’اور وہ کون ہے جس نے زمین کو جائے قرار (مستقر) بنایا اور اس کے اندر دریا رواں کیے اور اس میں (پہاڑوں کی) میخیں گاڑ دیں اور پانی کے دو ذخیروں کے درمیان پردے حائل کردیے۔ (سورۃ النمل۔ آیت نمبر 61)
- ’’اس کے بعد زمین کو اس نے بچھایا۔ اس کے اندر سے اس کا پانی اور چارہ نکالا اور پہاڑ اس میں گاڑ دیے۔ سامانِ زیست کے طور پر تمہارے لئے اور تمہارے مویشیوں کے لئے‘‘۔ (النازعات آیت 33-30)

دیگر سیاروں کے برعکس اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے زمین کو خصوصی طور پر بنی نوعِ انسان کے لئے تیار کیا ہے اور اس کام میں اتنی حکمتیں اتنی باریکیاں اور اتنے توازُن ہیں، جن پر غور وفکر کرنے سے آدمی بے اختیار پکار اٹھتا ہے کہ اس کی تخلیق کے پیچھے کوئی نہایت ہی دانا اور ہمہ مقتدر ہستی کام کر رہی ہے اور یہ سب کچھ اتفاقیہ طور پر خود بخود نہیں بن گیا۔ (جاری ہے)

سچ کی گواہی

ڈاکٹر صفدر محمود

(بشکریہ ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور، شمارہ 48، دسمبر 2019ء)

بعض سچائیاں تاریخ کی امانت ہوتی ہیں اور وقت اُن کی حقانیت پہ مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔ ایک عام لیڈر اور بڑے لیڈر میں کیا فرق ہوتا ہے؟ عام لیڈروں کی بصیرت وقتی اور ناپائیدار ہوتی ہے جبکہ بڑے لیڈروں کا وژن دہائیوں اور صدیوں پر محیط ہوتا ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ طاقتور سچائی بن کر ابھرتا ہے۔ میں اپنی تاریخ کا معمولی سا طالب علم ہوں پھر بھی کبھی کبھی یہ سوچ کر حیرت میں ڈوب جاتا ہوں کہ مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا حسین احمد مدنی جیسی شخصیات ہندو غلبہ کے مضمرات کیوں نہ سمجھ سکیں؟ کانگرس کے اِس قدر قریب رہ کر بھی وہ ہندو ذہنیت، کانگرسی عزائم اور اُن کا مطمح نظر کیوں نہ سمجھ سکیں؟ گاندھی بظاہر کیا تھا اور اندر سے کیا تھا، ان پر یہ راز کیوں نہ کھل سکا؟ قائداعظم 1920ء تک کانگرس کے رکن رہے، وہ ہندو مسلم اتحاد کے مخلص داعی تھے اور لکھنؤ پیکٹ کے معمار، جس کے تحت جداگانہ نیابت (Separate Electorate) کا اصول طے ہوا اور مسلمان قومیّت کی علیحدہ پہچان کی بنیاد رکھی گئی لیکن جب انہوں نے کانگرسی قیادت کے باطن میں جھانکا اور ہندو عزائم کو بھانپا تو وہ نہرو رپورٹ (1928ء) کے بعد یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ آج سے ہمارے اور کانگرس کے راستے جدا جدا ہیں۔ جب ایک بار انہوں نے ہندوؤں کے عزائم کو خوب سمجھ لیا تو پھر عمر بھر واپس مڑ کر نہیں دیکھا۔ چنانچہ 1930ء میں انگلستان روانگی اور 1934ء میں ہندوستان واپسی کے بعد وہ بار بار مسلمانوں کو جھنجھوڑتے اور انتباہ

کرتے رہے کہ کانگرس خالصتاً ہندوؤں کی جماعت ہے، وہ مسلمانوں کے حقوق کی نگرانی نہیں کرسکتی۔ ہندو قیادت باطنی طور پر تنگ نظر، متعصب اور مسلمانوں سے نفرت کرتی ہے، ہندو مسلمانوں سے ہزار سالہ غلامی کا انتقام لینا چاہتے ہیں۔ ذات پات کے اسیر ہندو مسلمانوں کو شودر سے بھی کم درجہ دیتے ہیں۔ ان کے ظاہری اور سیاسی بیانات سے دھوکہ مت کھاؤ۔ اکتوبر 1937ء میں قائداعظم نے مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے اسی صورتحال کی طرف اشارہ کیا کہ ''کانگرس نے مطالبہ کیا مسلم لیگ غیر مشروط طور پر اس کی اطاعت قبول کرے۔ اس عہد نامے پر دستخط کرنے کا مطلب ہے مسلمانوں کی جداگانہ ہستی کو ختم کیا جائے۔ یہ تسلیم کیا جائے کہ برِعظیم میں جو کچھ بھی ہے، وہ کانگرس ہے اور کانگرس نام ہے ہندو اکثریت کا۔ اس اکثریت کے رہنما ہیں گاندھی اور اُن کے اوپر ہے برطانیہ''۔ مولانا حسرت موہانی نے تلخ سچ سے پردہ ہٹاتے ہوئے کہا ''گاندھی جی جس حکمرانی کا خواب دیکھ رہے ہیں وہ یہ ہے کہ اوپر انگریز بیٹھا ہو اور نیچے ہندو۔ یہ چکی کے دو پاٹ ہوں گے جس کے درمیان مسلمان پستے رہیں گے''۔ حسن ریاض نے اپنی کتاب ''پاکستان ناگزیر تھا'' میں اس مضمون کا ذکر کیا ہے جسے گاندھی نے اپنے رسالے ینگ انڈیا میں چھاپا اور جس میں لکھا گیا کہ ہندوستان میں مسلمانوں سے نپٹنے کے تین طریقے ہیں۔ اوّل، چونکہ وہ ہندوؤں سے مسلمان ہوئے ہیں، اس لیے انہیں زبردستی ہندو دھرم میں واپس لایا جائے۔ دوم، اگر وہ مذہب کی تبدیلی پر آمادہ نہ ہوں تو انہیں ہندوستان چھوڑنے کے لیے کہا جائے۔ اگر یہ طریقہ بھی کارگر نہ ہو تو انہیں اٹھا کر بحیرہ ہند میں پھینک دیا جائے''۔

حیرت ہے کہ اس نفرت کے اظہار کے باوجود کانگرسی مسلمان ہندوؤں کے عزائم نہ سمجھ سکے اور قائداعظم و مسلم لیگ کی مخالفت کرتے رہے۔ مزید حیرت اس بات پر ہوتی ہے کہ کچھ حضرات وقتاً فوقتاً مولانا ابوالکلام آزادؔ کی پاکستان کے حوالے سے پیش گوئی کو اچھالتے رہتے ہیں جس میں انہوں نے کہا تھا کہ پاکستان 25 برس بعد ٹوٹ جائے گا اور مشرقی پاکستان الگ ہوجائے گا۔ میں نے ابوالکلام کی کتاب ''انڈیا ونز فریڈم'' پڑھی ہے اور وہ صفحات بھی پڑھے ہیں جو اُن کی وصیت کے مطابق ان کی وفات کے بعد شائع ہوئے لیکن مجھے کہیں بھی ایسی پیش گوئی نظر نہیں آئی۔ طالب علمانہ سوال یہ ہے کہ مولانا پاکستان کے مستقبل بارے تو پیش گوئی کر گئے لیکن

انہیں ہندوستان میں مسلمانوں کا مستقبل کیوں نظر نہ آیا؟ اُن کی بصیرت نے دسمبر 2019ء میں پاس ہونے والے قانون کو کیوں نہ بھانپا جسے ہندوستان کی لوک سبھا نے بہت بڑی اکثریت سے پاس کیا ہے اور جس کے تحت مسلمانوں کو شہریت سے محروم کر دیا گیا ہے۔ امریکی مذہبی کمیشن کے مطابق اس بل نے ہندوستان میں کروڑوں مسلمانوں کو شہریت سے محروم کر دیا ہے جو ابھی رجسٹریشن برائے شہریت کے مراحل سے گزر رہے تھے۔ ذرا آر ایس ایس اور بی جے پی لیڈروں کی تقریریں سن لیں تو ان کے مسلمانوں کے بارے خیالات سن کر آپ کے چودہ طبق روشن ہو جائیں گے۔ دوسری طرف مودی حکومت نے جس طرح مسلمانانِ کشمیر پر شب خون مارا ہے اس کے خلاف اگست سے احتجاج جاری ہے۔ پے در پے ان اقدامات نے بھارتی سیکولرازم کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔ یقین رکھو اگر خدانخواستہ ہندوستان تقسیم نہ ہوتا تو مودی جیسی بھارتی حکومتوں نے اکثریت کی طاقت کے نشے میں ملک بھر میں پھیلے ہوئے مسلمانوں سے ایسا ہی سلوک کرنا تھا جیسا کشمیر کے اکثریتی مسلمانوں سے ہو رہا ہے۔ یہ حقیقت پاکستان کے اُن سیکولر حضرات کے لیے بھی لمحہ فکریہ ہے جو وقتاً فوقتاً قیامِ پاکستان کے حوالے سے نوجوان نسلوں کو گمراہ کرتے رہتے ہیں اور ان سیاسی لیڈروں کے لیے بھی لمحہ فکریہ ہے جنہیں پاکستان کی مخالفت ورثے میں ملی ہے۔

کچھ سچائیاں تاریخ کی امانت ہوتی ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ ان کا اجالا پھیلتا چلا جاتا ہے۔ وقت نے ثابت کر دیا ہے کہ قائداعظم کا وژن مسلمانوں کے مستقبل کا سچا امین تھا اور کانگریسی سیکولرازم محض فریب تھا۔ مجھے یقین ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ بھارتی قیادت کا خبثِ باطن اور عزائم آشکار ہوتے چلے جائیں گے اور عالمی تاریخ قائداعظم کو برصغیر کا سب سے بڑا لیڈر، عظیم ترین قائد قرار دے گی۔ اب آپ کو یہ بات سمجھ میں آ جانی چاہئے کہ قائداعظم حصولِ پاکستان کو کیوں زندگی و موت کا مسئلہ قرار دیتے تھے۔

تمہارے پاس جو بھی نعمت ہے وہ اللہ کی دی ہوئی ہے

غربت کا خاتمہ

ڈاکٹر اختر لاہور
(بشکریہ کشف الاحسان، اسلام آباد، نومبر 2019ء)

غربت کی ایک اور بڑی وجہ ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں

ملٹی نیشنل کمپنی اس کمپنی کو کہا جاتا ہے جس کا ہیڈ کوارٹر کسی ایک ملک میں ہو اور بزنس سیٹ اپ کم از کم 40 ممالک میں ہو۔ اس وقت تقریباً 12000 کمپنیاں کام کر رہی ہیں جن میں تقریباً 35 ملین لوگ کام کرتے ہیں۔ ان میں سے 500 کمپنیاں قابل ذکر ہیں۔ ان میں 414 کمپنیاں صرف تین بڑے ممالک کی ہیں یعنی امریکہ کی 161، جاپان کی 128 اور یورپ کی 125۔ جس دنیا کو ہم امریکہ اور کبھی روس اور کبھی جاپان کی دنیا کہتے ہیں یہ دنیا اب ملٹی نیشنل کمپنیوں کی دنیا ہے۔ یہ کمپنیاں اتنی بڑی طاقت ہیں کہ دنیا کی باقی ساری طاقتیں سمٹ کر ان کی مٹھی میں آجاتی ہیں۔ دنیا کے اکثر ممالک کی چھوٹی بڑی حکومتوں سے زیادہ ان کا بجٹ ہوتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ دنیا پر دراصل یہ ملٹی نیشنل کمپنیاں ہی حکومت کر رہی ہیں، یہ اپنی مرضی کے لوگ اقتدار میں لے کر آتی ہیں۔

50 مشہور ملٹی نیشنل کمپنیاں

پچاس ملٹی نیشنل کمپنیاں جو دن بہ دن ترقی کر رہی ہیں، ان میں 43 کا تعلق امریکہ سے ہے، جب کہ 3 جاپان اور ایک ایک ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ، برطانیہ اور سنگاپور کی کمپنیاں ہیں۔ امریکی کمپنیوں میں الیکٹرانکس اور برقی آلات بنانے والی کمپنی، انشورنس کمپنی برک شائر، جنرل

الیکٹرک، وال مارٹ اسٹورز، کمپیوٹر کی فرم مائیکروسافٹ، کمپنی ہوم ڈپو، دواساز کمپنی جانسن اینڈ جانسن، ڈاک کمپنی فیڈ یکس، بینکاری کی فرم سٹی گروپ، کمپیوٹر ہارڈ ویئر کی کمپنی انٹیل، کمپیوٹر نیٹ ورک کی کمپنی سیکو سسٹم، دواساز کمپنی مرک، دواساز کمپنی بفزر، ڈاک کمپنی یونائیٹڈ پارسل سروسز، گھریلو اشیاء کی کمپنی ٹارگٹ، کاسمٹکس کی کمپنی پراکٹر اینڈ گیمبل، مشروبات کی کمپنی پیپسی کولا، میڈیا کمپنی اے او ایل ٹائم وارنر، مشروبات کی کمپنی این ہیوزر بوشن، پٹرولیم کی مصنوعات کی کمپنی ایکسن موبائل، مشروبات کی کمپنی کوکا کولا، بینکاری کی فرم جے پی مورگن، انشورنس کمپنی امریکی انٹیل گروپ، کمپیوٹر کمپنی ڈیل کمپیوٹر، لائف انشورس کمپنی نارتھ ویسٹ میوچل، خوراک اور ادویات کے اسٹورز کی مالک کمپنی وال گرین، دواساز فرم ایلی لل، فضائی کمپنی کانٹی نینٹل ایئر لائنز، تفریحی کمپنی واٹ ڈائی، دواساز کمپنی برسٹل میٹرز، توانائی کی کمپنی ڈیوک انرجی، کیمیکل کی کمپنی ڈیو پوائنٹ، جہاز بنانے والی کمپنی بوئنگ کارپوریشن، کاسمیٹکس کی فرم کولیکٹ پام اولیو، صنعتی آلات بنانے کی فرم کیٹر پلر، کمپیوٹر کے آلات بنانے والا ادارہ سن مائیکرو سسٹم، ٹیلی کمیونی کیشن کا ادارہ ایف بی سی کمیونٹی کیشنز، کمپیوٹر سے متعلق فرم آرٹیکل، صنعتی آلات بنانے والا ادارہ ڈیئر، فولاد کی کمپنی الکوا، گاڑیاں بنانے کی فرم فورڈ موٹر، ٹیلی کمیونی کیشن کی فرم بیل ساؤتھ، خوراک اور ادویات کے سٹور کی چین کروگر اور آلات بنانے والی فرم ٹیکساس انسٹرومنشن شامل ہیں۔ اس کے علاوہ غیر امریکی فرم فین لینڈ کی نوکیا، جاپان کی ٹیوٹا، سونی اور ہنڈا موٹرز، سوئٹزرلینڈ کی نیسلے، برطانیہ کی بی پی اور سنگاپور کی سنگاپور ایئر لائنز شامل ہیں۔ یہ 50 کمپنیاں آنے والے دنوں میں 500 بڑی کمپنیوں کو کھا جائیں گی۔ یہ اس وقت دنیا کی 70 سے 75 فیصد دولت کی مالک ہیں۔

یورپ کی 25 بڑی کمپنیاں

یورپ کی 25 بڑی کمپنیوں میں جرمنی کی کمپنی ڈیملر کریسلر پہلے نمبر پر ہے۔ دوسرے نمبر پر برطانوی کمپنی رائل ڈچ شیل گروپ ہے، تیسری کمپنی بی پی برطانیہ کی کمپنی ہے، چوتھے نمبر پر فرانس کی کمپنی ٹوٹل، پانچویں نمبر پر بھی فرانس کی کمپنی اے ایکس اے، چھٹے نمبر پر جرمنی کی کمپنی والکس ویگن، ساتویں نمبر پر جرمنی کی کمپنی سیمنز، آٹھویں نمبر پر نیدرلینڈ کی انگ گروپ، نویں نمبر پر جرمنی کی کمپنی ای آنا، دسویں نمبر پر جرمنی کی ہی کمپنی ڈوچے بینک، گیارھویں نمبر پر برطانیہ کی سی جی

این یو اور بارھویں نمبر فرانس کی کمپنی کیئرفور، تیرھویں نمبر پر سوئٹزرلینڈ کی کریڈٹ سوئس، چودھویں نمبر پر فرانس کی کمپنی بی این پی باربس، 15ویں نمبر پر اٹلی کی کمپنی Assicurazioni، 16ویں نمبر پر اٹلی کی فیٹ، 17ویں نمبر پر برطانیہ کی ایچ ایس بی سی ہولڈنگ ہے، 18ویں نمبر پر نیدرلینڈ کی Comink-Ligke-ahocd، 19ویں نمبر کی کمپنی سوئٹزرلینڈ کی نیسلے، 20ویں نمبر پر سوئٹزرلینڈ کی یو بی ایس، 21ویں نمبر پر اٹلی کی ای این آئی، 22ویں نمبر پر برطانیہ کی یونی لیور، 23ویں نمبر پر بلجیم کی فورٹس اور 24ویں نمبر پر نیدرلینڈ کی اے بی این ایمرو۔

ایشیا کی 25 بڑی کمپنیاں

ایشیا کی 25 بڑی کمپنیوں میں سے 21 کا مالک جاپان ہے، جبکہ 3 چین اور ایک جنوبی کوریا کے پاس ہے۔ ایشیا کی 25 بڑی کمپنیوں میں جاپان کی مٹسوبشی پہلے نمبر پر ہے، ٹیوٹا موٹرز، مٹسوئی اٹیشو، جو یپون ٹیلی گراف اینڈ ٹیلی فون، سومی ٹومو، ماروبینی، ہٹاچی، مٹسوشینا الیکٹرک، نی پون لائٹ انشورنس، سونی، Nisshoiwal، ہونڈا موٹرز، نسان موٹرز، توشیبا، می زوہو ہولڈنگ، فیوجی ٹاسو، این ای سی، ٹوکیو الیکٹرک پاور، ڈائی ایچی میوچل، چین کی سینوپک، چین کی اسٹیٹ پاور، چین کا چائنا نیشنل پٹرولیم، جنوبی کوریا کی سام سنگ الیکٹرانکس۔ ان میں سب سے غریب کمپنی سومی ٹو لائف ہے جو 37 ہزار 5 سو 35 ملین ڈالر کے اثاثہ جات کی مالک ہے۔ یہ اثاثہ پاکستان کے کل بجٹ سے تین گنا زیادہ ہے۔

ملٹی نیشنل کمپنیاں اور مسلم ممالک

دنیا میں اس وقت تیل پیدا کرنے والے بڑے ممالک میں الجیریا، انڈونیشیا، ایران، عراق، کویت، لیبیا، نائیجیریا، قطر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور وینزویلا شامل ہیں۔ ان گیارہ میں سے دس مسلم اور ایک غیر مسلم ملک وینزویلا ہے۔ سعودی عرب کے پاس 2 لاکھ 62 ہزار 7 سو 84 ملین بیرل خام تیل کے ذخائر ہیں جب کہ 6 ہزار 1 سو 46 بلین کیوبک میٹر قدرتی گیس ہے۔ وہ روزانہ 7 ہزار 5 سو 84 بیرل تیل اور 46 ہزار 2 سو بلین کیوبک گیس نکالتا ہے۔ سعودی عرب ہر سال 44 ہزار 9 سو 34 ملین ڈالر کا تیل فروخت کرتا ہے۔

سعودی عرب کے بعد تیل کا سب سے بڑا ذخیرہ عراق میں ہے جہاں ایک لاکھ

12 ہزار 5 سو ملین بیرل تیل اور 3 ہزار ایک سو 88 ملین کیوبک میٹر گیس ہے۔ ایران کے پاس 93 ہزار ایک سو ملین بیرل تیل اور 22 ہزار 3 سو 70 بلین کیوبک میٹر گیس ہے۔ لیبیا کے پاس 29 ہزار 5 سو ملین بیرل تیل اور ایک ہزار 3 سو 15 بلین کیوبک میٹر گیس ہے۔ الجیریا کے پاس 11 ہزار 3 سو 11 ملین بیرل تیل اور 4 ہزار 5 سو 23 بلین کیوبک میٹر گیس، نائیجریا 22 ہزار 5 سو بلین بیرل تیل اور 3 ہزار 5 سو 10 بلین کیوبک میٹر گیس، انڈونیشیا 4 ہزار 9 سو 80 ملین بیرل تیل اور 4 ہزار 4 سو 80 بلین کیوبک میٹر گیس اور وینز ویلا میں 76 ہزار 8 سو 84 ملین بیرل تیل اور 4 ہزار 152 بلین کیوبک میٹر گیس ہے۔

مسلم ممالک کے ساتھ معاندانہ رویّہ

دنیا میں سے زیادہ تیل پیدا کرنے والے مسلمان ممالک ہیں لیکن ملٹی نیشنل کمپنیوں میں یورپ کی اجارہ داری کی وجہ سے ایک بھی ملٹی نیشنل کمپنی کسی مسلمان ملک کی نہیں ہے۔ وینز ویلا جو ایک غیر مسلم ملک ہے، دنیا کی 5 سو بڑی ملٹی نیشنل کمپنیوں میں شامل ہے۔ اس فہرست میں بیس سے زیادہ امریکی کمپنیاں ایسی ہیں جو مسلمان ممالک سے تیل لے کر فروخت کرتی ہیں۔ اس خرید و فروخت سے ان کے اثاثہ جات کی مالیت 2 لاکھ 10 ہزار 3 سو 92 ملین ڈالر ہو چکی ہے جو سعودی عرب کی پانچ برس کی تیل کی کل فروخت کے برابر ہے۔ اس کے برعکس وینز ویلا مسلم ممالک کے مقابلے میں بہت کم تیل نکالتا ہے لیکن غیر مسلم ریاست ہونے کے باعث نہ صرف وہاں آئل کمپنی بن گئی ہے بلکہ اسے دنیا کی بڑی کمپنیوں میں بھی شامل کرلیا گیا ہے۔ مسلمان ممالک کے ساتھ معاندانہ رویہ کی یہ ایک بڑی مثال ہے۔

تین بڑی ملٹی نیشنل کمپنیاں

ملٹی نیشنل کمپنیوں کی دنیا میں تین بڑے نام جو اس وقت دنیا میں چھائے ہوئے ہیں ان میں پہلے نمبر پر کوکا کولا ہے جس کا آغاز 1886ء میں ہوا، 1960ء میں فانٹا اور اسپرائٹ بھی اس کمپنی کی ملکیت میں آ گئیں۔ یہ کمپنی بھارت میں لمکا (Limca) نام سے اپنا مشروب فروخت کرتی ہے، 2 سو ممالک کے اندر اس کا کاروبار پھیلا ہوا ہے۔ گزشتہ سال کمپنی کی مصنوعات کی فروخت کا اندازہ 46 ارب ڈالر لگایا گیا ہے۔ دوسرے نمبر پر بڑی کمپنی میکڈونلڈ ہے جس کے دنیا

کے 120 سے زائد ممالک میں 27000 سے زائد ریسٹورنٹ کام کررہے ہیں۔ اس کمپنی نے 1955ء میں آغاز کیا اور دنیا کے ہر حصے میں ریستوران قائم کیے جارہے ہیں جہاں روزانہ تقریباً چار کروڑ لوگ فاسٹ فوڈ سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اس کمپنی کے تحت ایک یونیورسٹی کا قیام بھی عمل کے میں لایا گیا ہے جس سے پچاس ہزار طلبہ اب تک ہیمبرگرالوجی میں گریجویشن کرچکے ہیں اور مختلف ممالک میں یہ یونیورسٹی کورسز کرواتی ہے۔ تیسرے نمبر پر والٹ ڈزنی کمپنی ہے جو کہ ABC ٹیلی ویژن نیٹ ورک اور ABC ریڈیو نیٹ ورک کی مالک ہے جس کے تحت فلموں کے علاوہ کتب کی اشاعت، جرائد اور پارک ڈزنی ورلڈری سارٹ فلور، ڈزنی لینڈ کیلی فورنیا، پیرس اور ٹوکیو چلاتی ہے۔ ان تینوں کمپنیوں کا باہمی تعاون بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ میکڈونلڈ ریسٹورنٹ پر کبھی پیپسی کولا نہیں ملے گی بلکہ کوکا کولا ہی ملے گی۔ اسی طرح ڈزنی لینڈ اور پیرس میں یہی مشروب فروخت ہوتا ہے۔ ان تینوں کمپنیوں کا مجموعی سرمایہ 265 ارب ڈالر سے زائد ہے۔

مسلم دنیا 96 لاکھ ڈالر روزانہ اسرائیل کو دیتی ہے

دنیا بھر کے مسلمان سگریٹ اور کولڈ ڈرنک کی مد میں روزانہ 96 لاکھ ڈالر اسرائیل کو ادا کررہے ہیں۔ یہ بات امریکی سی آئی اے کی جاری کردہ رپورٹ میں بتائی گئی جو سی آئی اے کی انٹرنیٹ پر ویب سائٹ پر موجود ہے۔ رپورٹ کے مطابق دنیا کی ساڑے سات ارب آبادی میں مسلمانوں کی آبادی دو ارب کے قریب ہے جن میں 40 کروڑ سگریٹ نوشی کے عادی ہیں۔ رپورٹ کے مطابق دنیا کی سب سے بڑی سگریٹ ساز کمپنی فلپس مورس ہے جس کے مالک یہودی ہیں۔ کمپنی منافع کا 12 فیصد اسرائیل کو بطور عطیہ دیتی ہے۔ یوں مسلم دنیا سے 800 ملین ڈالر روزانہ فلپس مورس کو جاتے ہیں جس میں کمپنی کا اوسطاً منافع دس فیصد یعنی 80 ملین ڈالر روزانہ کا ہے اس 12 فیصد کے حساب سے 9.6 ملین ڈالر یعنی 96 لاکھ ڈالر روزانہ مسلمان صرف سگریٹ نوشی کی مد میں اسرائیل کو ادا کررہے ہیں، اس کے علاوہ کولڈ ڈرنک کی مد میں روزانہ لاکھوں ڈالر اسرائیل کو مل رہے ہیں۔

امریکی و مغربی ثقافت کی تقلید ہماری آئندہ نسل کیا بننے جا رہی ہے؟

ابو فیصل محمد منظور انور

امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ کی ایک حالیہ رپورٹ میں، جو جنگی اخراجات اور نا اہلی کا محاسبہ کرنے والے ادارے ''سپیشل انسپکٹر جنرل فار افغانستان ری کنسٹرکشن'' سے لی گئی ہے، افغان جنگ کے حوالے سے خفیہ دستاویزات شائع ہوئی ہیں جس میں امریکی فوجی افسروں اور اہل کاروں کے انٹرویوز اور اہم انکشافات شامل ہیں۔ امریکی جنرل ڈگلس لیوٹ کہتے ہیں کہ ہم افغانستان کی بنیادی سوجھ بوجھ سے ہی عاری تھے ہم اپنے کمانڈروں کو یہ بھی نہ بتاتے کہ ہمارے دشمن طالبان ہیں، القاعدہ، داعش، یا غیر ملکی جنگجو ہیں۔ ایک افسر نے بتایا کہ امریکی فوج اپنے اصل دشمن سے بھی آگاہ نہ تھی۔ 2013ء میں افغانستان میں تعینات رہنے والے امریکی فوج کے ایک کرنل باب کرولی کہتے ہیں کہ افغان جنگ میں ایک ٹریلین ڈالرز خرچ کیے اور 2300 فوجی مروا بیٹھے پھر بھی جنگ نہ جیتی۔ القاعدہ، طالبان، داعش، سی آئی اے کے پے رول پر تھے جنگجو سرداروں یا پاکستان میں سے کسی ایک دشمن کا تعین ہی نہیں کیا جا سکا۔ عوام کو جنگ کی بہترین تصویر دکھانے کے لئے ہر چیز کا ڈیٹا تبدیل کر دیتے تھے۔ ہمیشہ سچ کو چھپا کر یہ اعلانات کرتے رہے کہ وہ جنگ جیت رہے ہیں۔ افغانستان کا سماجی نظام تبدیل کرنے کے لئے 138 ارب ڈالرز خرچ کر دیے مگر اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلا (پاکستان کے سماجی نظام میں تبدیلی کے لیے کتنی رقم خرچ ہوئی اس کا حساب کسی اگلی رپورٹ میں آئے گا)۔ جنگ عظیم کے بعد اتنی بڑی رقم خرچ کر کے آدھے یورپ کی

معیشت کو بحال کر دیا گیا تھا۔

افغان جنگ بارے یہ ہوشربا انکشافات سامنے آنے کے بعد سب کچھ عیاں ہو گیا کہ اخلاقیات سے عاری امریکہ اور اس کے اتحادی نیٹو ممالک پر مشتمل مغربی دنیا جھوٹ بول بول کر نہ صرف اقوامِ عالم بلکہ اپنی قوم کو بے وقوف بناتے رہے ہیں (اور آئندہ کب تک بناتے رہیں گے یہ مستقبل کا مؤرّخ ہی لکھے گا)۔ دراصل یہ مسلم ممالک کو صفحۂ ہستی سے مٹا کر ان کی اسلامی شناخت اور تعلیمات کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عریانی فحاشی اور بے حیائی پر مبنی اپنی ثقافت کو مسلم ممالک میں ہر جائز یا ناجائز طریقے سے جبراً پھیلانا چاہتے ہیں۔ امریکہ بہادر 9/11 کے خود ساختہ، جھوٹے واقعہ اور اپنی غلط ظالمانہ پالیسیوں کی وجہ سے اب خود غیر محفوظ ہو چکا ہے۔ عراق اور افغانستان میں اربوں ڈالرز کا گولہ بارود پھونک کر اسے تورا بورا بنانے والے اور دنیا بھر کی غریب اور کمزور اقوام اور ممالک کو اپنا غلام بنانے والے امریکہ کے اپنے عوام کی حالت کیا ہے ؟ موجودہ دور میں اخلاقی طور پر دنیا کی بدترین قوم بھی کہا جائے تو بجا ہوگا کیونکہ امریکی معاشرہ انسانی اخلاقی دیوالیہ پن کی آخری حدوں کو بھی عبور کر چکا ہے۔ تقریباً تین عشرے پہلے ''امریکہ گناہوں کی دلدل میں'' کے عنوان سے لکھی جانے والی جیمز پیٹرسن اور پیٹر کم کی کتاب پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جس میں مصنّفین نے امریکی قوم کی اصلیت واضح کر دی ہے جس سے امریکی معاشرے کا اصلی چہرہ واضح ہو کر سامنے آ گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق

''امریکہ میں 43 فیصد افراد منشیات کے عادی ہیں، 53 فیصد لبرل اور 30 فیصد قدامت پسند ہیں، 23 فیصد افراد میری 'جوانا' (Guana) کے عادی، 6 فیصد کوکین، ایک فیصد ایل ایس ڈیا، ایک فیصد سے کم حشیش ہیروئن اور ایکسٹیسی کے عادی ہیں۔ خاندانی نظام ختم ہونے کی وجہ سے منشیات کے استعمال، نسلی امتیاز، غربت اور جرائم میں اضافہ ہو چکا ہے۔ شراب یہاں کا مقبول نشہ ہے، تین کروڑ امریکی شراب کے عادی ہیں۔ ایک کروڑ 90 لاکھ امریکیوں نے اعتراف کیا ہے کہ وہ شراب کے نشے کے عادی ہیں یہ لوگ دوسروں کے لئے بھی مسائل کھڑے کرتے رہتے ہیں۔ ہر سال تقریباً چار لاکھ پچاس ہزار شرابی ڈرائیورز کو گرفتار کیا جاتا ہے اخلاقی زوال کی شرح عورتوں کی

نسبت مردوں میں زیادہ ہے۔نوجوان نسل جرائم پیشہ اور تشدد پسند ہے کسی بھی قانون کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔جھوٹ امریکی کلچر کا جزو لاینفک بن چکا ہے۔کمیونٹی کا وجود ختم ہو چکا ہے۔دوشیزگی (chastity) کا بحران، کمسنی میں جنسی استحصال اور ہم جنس پرستی کے بڑھتے ہوئے واقعات کے باعث شادی کی روایت ختم ہو چکی ہے۔طلاق کی شرح میں انتہائی حد تک اضافہ ہو چکا ہے۔ایک مادر پدر آزاد معاشرہ وجود میں آ چکا ہے جو شادی کے بندھن سے آزادرہ کر بیوی بچوں کا بوجھ سنبھالنے کو قطعی طور پر تیار نہیں ہے۔ والدین کی بے حرمتی اور سزائے موت امریکیوں کا خبط بن چکا ہے۔ملکی تمام بڑے اداروں کے بارے میں امریکیوں کا اعتماد ختم ہو چکا ہے تاہم اس سب کچھ کے باوجود 91 فیصد محبّ وطن ہیں، 79 فیصد کو یقین ہے کہ امریکہ کو دنیا میں ایک خصوصی کردار ادا کرنا ہے، 79 فیصد اپنے ملک کو جمہوریت کا چمپئن تصور کرتے ہیں، معیار زندگی کے حوالے سے 68 فیصد جبکہ عالمی اور اخلاقی قیادت کے لحاظ سے 65 فیصد اور فوجی و عسکری اعتبار سے 63 فیصد اپنے آپ کو دنیا میں اوّل درجہ پر فائز سمجھتے ہیں۔امریکہ کی کل آبادی کا 60 فیصد کسی نہ کسی بڑے جرم کا نشانہ بن چکا ہے ہر پانچ میں سے ایک امریکی ہم جنس پرست ہے امریکی شادی کے قائل نہیں رہے ایک تہائی شادی شدہ مردوں اور عورتوں کا کم از کم ایک معاشقہ چل رہا ہے 80 فیصد امریکی اپنے سکولوں میں اخلاقی تعلیم کے حق میں ہیں اگرچہ شدید قسم کی نسل پرستی ختم ہو چکی ہے تاہم ایک نئی قسم کی نسل پرستی نے اس کی جگہ لے لی ہے۔امریکی عورتیں مردوں سے ہر شعبے میں برتر ہیں وہ مردوں کے مقابلے میں جھوٹ کم بولتی ہیں ان میں احساس ذمہ داری بھی زیادہ ہے۔امریکی پریس کو ٹی وی کے تخیلاتی کرداروں سے بھی کم درجہ دیتے ہیں اور اب تو یہ گمراہ امریکی اپنی بداعمالیوں میں اور زیادہ دیدہ دلیر ہو چکے ہیں۔

یہ چشم کشا رپورٹ پڑھ کر انسانیت بھی شرما جاتی ہے کیونکہ اخلاقی زوال کی ایسی عبرت ناک مثال دنیا کے کسی ملک میں شاید اور کہیں نہیں ملتی ہے۔دوسری طرف یورپ میں انگلستان سمیت کئی دوسرے ممالک کی روشن خیالی نے تو باقاعدہ ہم جنس پرستوں کی شادیوں کا قانون منظور

کرلیا ہے اس قانون بارے برطانوی وزیراعظم ڈیوڈ کیمرون (11 مئی 2010ء تا 13 جولائی 2016ء) کے ریمارکس اس قوم کے اخلاقی دیوالیہ پن کی عبرت انگیز مثال ہیں جس کے مطابق ملک میں جنگل کا قانون ہے یا حیوانوں سے بھی بدتر معاشرہ۔

''مسٹر ڈیوڈ کیمرون نے کہا کہ لوگوں کے جنسی رویے کے تعین کے بارے میں نہ صرف یہ کہ کسی قسم کی قید نہیں ہونی چاہیے بلکہ انہیں اس سے مکمل طور پر محظوظ ہونے کا موقع ملنا چاہیے۔انھوں نے مزید زور دیا کہ اس تفریحی رویے کی حوصلہ افزائی رول ماڈلز اور تفریح گاہوں یعنی کلبوں کو آزاد اور کھلی فضا فراہم کرنی چاہیے۔کیمرون کا کہنا ہے کہ وہ ایک ایسی ریاست کا وزیراعظم ہونے میں فخر محسوس کرتے ہیں جو لزبئین یا ہم جنس پرستوں کے لیے پورے یورپ میں ممتاز مقام رکھتی ہے جہاں کی حکومت تفریح کے قدامت پرستانہ تعصّبات سے برسرپیکار ہے اور ایسی تمام رکاوٹوں کو ختم کردینے کا عزم رکھتی ہے اور اس کے لیے کوشاں ہے۔لوگوں کو بلاتفریق جنسی تفریح سے مکمل طور پر آزادیٔ عمل حاصل ہونی چاہیے لیکن ہم جانتے ہیں کہ اس میں کس قدر مشکلات کا سامنا ہے ہمیں علم ہے کہ تھامس ہلز برجر اور گارتھ تھامس جیسے لوگوں کے جنسی رویوں پر لوگوں نے کیا مثبت ردّعمل ظاہر کیا ہے تاہم پھر بھی نہ صرف رول ماڈلز کی موجودگی اور کلبوں کی آزاد فضا کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں''۔

یہ چشم کشا رپورٹس ان اقوام کی اخلاقی بے راہ روی اور گندی ثقافت کی عکاسی کرتی ہیں۔ یہ سب کچھ جاننے کے باوجود بھی ہمارا امریکیوں اور یورپی ممالک کو قابل تقلید سمجھنا ان کے بے ہودہ کلچر پر فخر کرنا سمجھ سے بالاتر ہے۔امریکہ کو اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے اسے دنیا بھر میں اقتدار کے رسیا ننگ قوم و وطن افراد مل جاتے ہیں جو سی آئی اے کی سازشوں کے بل بوتے پر تیسری دنیا کے ممالک پر امریکی آشیرباد سے حکومتیں قائم کرکے اقتدار کے مزے لوٹتے ہیں۔امریکہ بہادر نے اپنے ایجنٹ مسلمان ممالک کے حکمرانوں کو اپنا اتحادی بنا کر غریب مسلمان عوام پر چڑھائی کر رکھی ہے اور ان پر عرصہ حیات تنگ کرکے ان کا ناطقہ بند کر رکھا ہے۔اتحادی ممالک کی حکومتوں کے ذریعے ان ممالک میں مغربی ثقافتی یلغار عروج پر ہے۔اسلامی نظریات سے دور کرنے اور مغربی اور

دیگر شیطانی طاقتوں کے نظریات اور ان کی ثقافت اور رسم و رواج کو جبری طریقے سے مسلمان ملکوں میں عام کیا جا رہا ہے۔ پاکستانی مسلمان اس سے پہلے بھارتی ثقافتی یلغار کے ذریعے بری طرح متاثر ہو رہے تھے کہ اب دیگر مغربی طاقتوں نے اپنے مقاصد کی تکمیل اور اپنی ثقافت کو عام کرنے کے لیے مختلف حربے اختیار کرنے شروع کر دیے ہیں اور ایک سازش کے تحت بے حیائی پر مبنی پروگراموں کو عام کیا جا رہا ہے۔ امریکہ اور مغرب نے تو ہم جنس پرستی کے حق میں قوانین تک بنائے دیے ہیں تاہم ایسے قبیح افعال پر قانون سازی کیے جانے پر اہل کتاب دیگر مذاہب یا کسی بھی مسلمان ملک کے رہنماء کو احتجاج کرنا تو درکنار آواز اٹھانے کی ہمت ہی نہیں نظر آتی ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ہر حکومت کے دور میں بے حیائی اور فحاشی کے پروگراموں کو عام کرنے میں بے حد اضافہ ہوا ہے۔ کیبل نیٹ ورک نے ہمارے اسلامی معاشرے کی جڑیں ہلا کر رکھ دی ہیں بیسیوں چینل دن رات انسانیت سوز، مخرّب اخلاق، گندے پروگرام پیش کرنے میں مصروف ہیں۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہمارے نوجوان مغربی حیوانی معاشرے کی اندھا دھند تقلید کر کے گناہ آلود (امریکی و مغربی) معاشرے کی ثقافت اپنا رہے ہیں اور اس کی شرح میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہو رہا ہے۔ ہمارے کالجز اور یونیورسٹیز میں نوجوانوں کو موسیقی کا رسیا بنانے کے پروگرام بڑی شدّ و مدّ کے ساتھ جاری ہیں۔ ایک اطلاع کے مطابق حکومت پاکستان ایک ارب ڈالرز کے عوض پاکستان کے تعلیم اداروں میں A, O لیول کے تعلیمی نصاب میں جنسی تعلیم دینے پر راغب ہو چکی ہے اور ہم اپنے سکولوں میں جنسی تعلیم دینے کو بھی تیار ہیں جس کے باعث آئندہ چند سالوں میں نئی نوجوان نسل کی جو کھیپ سامنے آئے گی۔ اسلامی روایات و اخلاقیات سے عاری اور اخلاقی دیوالیہ پن میں لتھڑی ہو گی پھر معاشرہ میں اخلاقی قدروں کی جو درگت بنے گی وہ قابل تحریر نہیں ہیں حالانکہ اب امریکہ بھی اپنے سکولوں میں اخلاقی تعلیم دینے کی خواہش رکھتا ہے مگر ہم ڈالرز کے عوض اپنی اسلامی روایات، اخلاقیات اور اسلامی تشخّص کو بھی مٹانے پر تل گئے ہیں۔ ہمارا دین اسلام ہمیں ایک مکمل اخلاقی تعلیم کا درس دیتا ہے۔ ایسے ملک کی تقلید کرنا جو خود قابل اصلاح ہو، ناقابل فہم بات ہے۔ امریکہ اپنی اخلاقی گراوٹ سے دنیا کی توجہ ہٹانے کے لئے دوسرے ممالک میں جا کر مداخلت کرتا نظر آتا ہے۔

ایسے گمراہ معاشرے کی تقلید کر کے ہم کیا حاصل کر پائیں گے۔ یہی حال دیگر مغربی ممالک کا ہے ننگ انسانیت اس گندی غلاظت سے بھرپور سوسائٹی کو آئیڈل سمجھ کو اپنے مذہب، دین وملت سے دوری رکھنے والے عناصر ان کی اور اپنی اداؤں پر غور کریں۔ کیا ہمیں اللہ تعالیٰ نے اسی لئے اشرف المخلوقات کا درجہ دے کر دنیا میں بھیجا ہے۔ ہمارا میڈیا امریکی ومغربی سوسائٹی کا صحیح عکاس وترجمان بن چکا ہے۔ معاشرے میں بے حیائی کو فروغ دینے کی سازش ہو رہی ہے۔ فیشن کے نت نئے نئے انداز، مختلف چینلز پر فحاشی عریانی اور جسمانی نمائش پر مبنی پروگرام ہماری اسلامی قدروں کو پامال کر رہے ہیں جو ہماری تباہی کا پیش خیمہ ہے۔ میڈیا کی مادر پدر آزادی کا اثر اور نتیجہ ہے کہ اخبارات میں کم سن بچیوں اور کم عمر بچوں کے ساتھ جنسی تشدد کی خبریں مسلسل پڑھنے کو مل رہی ہیں۔ پاکستان کا شاید ہی کوئی علاقہ ایسا ہو جہاں سے ایسے روح فرسا، سنگین جرائم کے واقعات نہ ہو رہے ہوں۔ بدقسمتی سے ایسے واقعات میں آئے روز اضافہ ہو رہا ہے۔ میڈیا کو کسی قانون اور اخلاقی ضابطہ اخلاق کا پابند بنائے بغیر ہم ان روح فرسا واقعات سے جان نہیں چھڑا سکتے۔ چند مغرب زدہ خواتین وحضرات پوری قوم کو اپنی خواہشات کے تابع کر کے بے حیائی اور بے غیرتی کے گہرے کنویں میں پھینکنا چاہتے ہیں۔ اس سے کوئی بھی ذی شعور انسان آنے والے وقت کی پاکستانی سوسائٹی کے اخلاقیات بارے صحیح طور پر اندازہ لگا سکتا ہے۔ ہم خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں یہ بے حسی کیا رنگ لائے گی اور کب تک ہم کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر کے بیٹھے رہیں گے۔

مسلم ممالک کی قیادت بدترین غفلت کا شکار ہو کر جرمِ عظیم کی مرتکب ہو رہی ہے۔ عام مسلمان مایوس اور مضطرب ہیں مگر ہوسِ اقتدار میں مست ہمارے حکمران اپنی اسلامی ثقافت کو اجاگر کرنے کی بجائے اغیار کے تلوے چاٹنے پر لگے ہوئے ہیں۔ ہم کہاں کھڑے ہیں؟ نوجوان نسل کا مستقبل کیا ہے؟ ذرا سوچیے اور اپنے آپ کو مستقبل قریب میں پیش آنے والی شدید مشکلات سے نبرد آزما ہونے کے لیے تیار کیجئے۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ اس نوشتہ دیوار کو پڑھنے کی ضرورت ہے۔

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائدار ہوگا اقبال

اب بھی غلامانہ ذہنیت سے جان نہ چھڑائی تو

رشید عمر

(بشکریہ ہفت روزہ ندائے خلافت، لاہور، شمارہ 41، اکتوبر 2019ء)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان فرمائی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دور سے آگے مزید چار ادوار کا ذکر فرمایا۔ ان میں آخری دور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا ہے۔ پہلے چار ادوار من وعن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق لوگوں کی آنکھوں کے سامنے گزرنے والی انمٹ تاریخ کا حصہ ہیں۔ پانچواں دور اسلام کا ہے، چاہے کچھ بھی ہو سمجھ آئے نہ آئے یہ ہو کر رہنا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ امام مہدی اور نزولِ عیسیٰ کے ذریعے ہی ہونا ہے؟ کیا جس ہستی نے گمراہ بھٹکی ہوئی قوموں کو عروج سے نوازا ہے، اُمتِ مسلمہ کو نئی زندگی نہیں دے سکتا۔ قوموں کے عروج وزوال کو اللہ تعالیٰ نے جدوجہد کے اسباب سے جوڑا ہے جس کے لیے اللہ کسی قوم میں ایسے افراد پیدا فرما دیتا ہے جو اس قوم کی پسماندگی کے اسباب کی تشخیص کر کے ان میں عمل کی روح پھونک دیتے ہیں۔

ہماری قوم سو سالہ غلامی کے دور کے اثرات سے نکل نہیں پا رہی۔ غلامی قوموں کی سیرت و کردار کو بگاڑ کے رکھ دیتی ہے۔ لوگ اپنے آقاؤں کی بخشش کے محتاج بنے رہنے کے چکر سے نکلنے کی صلاحیتوں سے ہی شاید محروم ہو جاتے ہیں۔ بہترین کی بجائے ادنیٰ اور کم تر کی فرمائشوں پر بضد رہتے ہیں۔ شمشیر و سنان چھوڑ کر طاؤس و رباب کے چکروں سے نہ نکل سکنا بھی عروج کے راستے میں رکاوٹ بنا رہتا ہے۔ ہم اپنی 73 سالہ تاریخ کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے حکمران غلامی کے بدترین اثرات سے نکلنے کی صلاحیت سے محروم ہو چکے ہیں۔ یہ ہر وقت

اپنے آقاؤں سے ادنیٰ چیزوں کا مطالبہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں ہمیں کمپیوٹر دے دو، کبھی کہتے ہیں F-16 کے پرزے دے دو، کبھی کہتے ہیں ہم نے تمہارے لیے اپنے بندے مروائے ہیں، اس کے پیسے دیدو، کبھی کہتے ہیں سڑکیں اور گلیاں بنانی ہیں، اس کے پیسے دیدو، کبھی کہتے ہیں اپنے عوام کے لیے سستے گھر بنانے کے لیے پیسے دیدو، کبھی کہتے ہیں جیسا تعلیمی نصاب کہو گے ویسا ہی بنادیں گے، اپنے بچوں کے دین وایمان کی پروانہیں کریں گے، بس پیسے دے دو۔

نظر وفکر میں یکسوئی کی بجائے انتشارِ ذہنی اور عدمِ استقلال کا شکار رہتے ہیں۔ تنوع پسندی کے لیے دین وایمان اور غیرتِ قومی بھی بطور قیمت ادا کرنے سے باز نہیں آتے۔ پوری قوم کو اس مرض میں مبتلا کیا ہوا ہے۔ انہوں نے وزیروں اور مشیروں کی فوج کی کمیٹیاں بنائی ہوئی ہیں جو آقاؤں کی دی ہوئی بخششوں کو ٹھکانے لگانے کا کام کرتی ہیں۔ ان کی غلامی اختیار کرنے کا انداز روایتی غلاموں سے بھی بدتر ہے۔ روایتی غلام آقاؤں کی بخشش کے بدلے چوبیس گھنٹے ان کا کہا مانتے تھے۔ ہمارے غلامانہ ذہنیت رکھنے والے حکمران نہ صرف آقاؤں کو خوش رکھنے میں کوشاں رہتے ہیں بلکہ ان کی دی ہوئی بخششوں کو بڑھا چڑھا کر واپس بھی کرتے ہیں اگر آزاد مرد پاکستان پر حکمران ہوتے تو ان کی پارلیمنٹ کے ارکان انسانی خدمت کے مختلف شعبوں کے ماہر ہوتے۔ وہ ایسی کمیٹیاں تشکیل دیتے جن کے سربراہ متعلقہ شعبوں کے ماہر ہوتے۔ وہ بخشش کی اپیلوں کی بجائے تحقیق وایجاد کے ذریعے ضرورت کی چیزیں تیار کرنے کے لیے ذہین نوجوانوں کو اس کام میں لگاتے۔ ہر شعبہ اسی طرح کام کرتا تو ایک طرف بے روزگاری خاتمہ ہوتا، ملکی ضروریات پوری ہوتیں اور ان چیزوں کی برآمد سے زرمبادلہ حاصل ہوتا۔ لیکن افسوس کہ ذہنی غلام حکمرانوں کی آقاؤں سے مانگنے کی عادت نے قوم کے ہر فرد کو ہزاروں لاکھوں روپوں کا مقروض بنادیا ہے۔ ذہنی غلام حکمرانوں کے بخت تو اس حوالے سے سوئے ہوئے ہی ہیں ہمارے نام نہاد دانشوروں کی فکر ونظر کے تاروں کا مضراب بھی روح پرور کلامِ وحی نہیں ہے بلکہ فکرِ مغرب کی مکڑی کے دست بازوں کی وہ حرکت ہے جس سے وہ ناپائیدار آشیانہ بنا کر اس میں انسانیت کو پھانس کر اس کا تر نوالہ بنا کر شیطان کی خدمت میں پیش کرنا چاہتی ہے یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ عصر حاضر میں حَبْلٌ مِّنَ اللّٰہِ کے مصداق یہود ونصاریٰ کو تحقیق وایجاد کے ذریعے جس طرح نوازا گیا ہے، وہ انہیں ہضم نہیں ہو رہا۔ اپنی تاریخ کے لمبے فکری اور عملی الحاد کی قے وہ اس وقت دنیا کے سامنے ڈال

رہے ہیں اور ہمارے نام نہاد دانشوروں کی زبانیں اس تے میں چلتی رہتی ہیں۔

قرآن وسنت کی تعلیم دینے والوں نے بھی قوم کو اس رُخ پر محنت کرنے کی ترغیب ہی نہیں دی، یہ غیرت نہیں جگائی کہ دوسری اقوام نے حواسِ خمسہ سے کام لے کر تحقیق وایجاد سے یہ معرکے سر کیے ہیں۔ تم یہ کام دین اسلام کی سربلندی اور اقوام کی خدمت کے لیے کرو گے۔

کان آنکھ دل دماغ اور ان سے کام لینے کی توفیق دینے کا کل اختیار اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہے اس کی طرف سے ان سے فائدہ اٹھانے کی صرف ایک شرط ہے اور وہ یہ ہے

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں　　یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

جہاد مملکتِ اسلامی کی خارجہ پالیسی کا حصہ اس لیے ہے کہ دنیا کو اللہ کے قانون کے تابع کیا جائے لیکن اہل دین غلامانہ ذہن حکمرانوں کے سامنے کھڑے ہو کر ان سے اپنے ملک میں اللہ کے قانون کے نفاذ کا مطالبہ نہیں کر پا رہے جبکہ اللہ کی مدد کے وعدے موجود ہیں عالم کفر کی صف بندی کے حوالے سے مقابلہ مہدی اور نزولِ مسیحؑ پر چھوڑا ہوا ہے یہ اسی طرح کی صورت حال ہے جیسے اس لشکر کی جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں ایک شہر پر حملہ کرنے کا حکم دیا گیا اور اللہ سے ڈرنے والے دو مجاہدوں نے یقین دلایا کہ جونہی تم دروازے میں داخل ہو گے دشمن ہتھیار ڈال دے گا۔ لیکن انہوں نے کورا جوب سے دیا کہ موسیٰؑ اور اس کا رب جا کر لڑائی کریں، ہم فتح کے انتظار میں یہاں بیٹھے ہیں۔

مذکورہ بالا حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دور کو اسلام کے غلبہ کا دور کہا ہے۔ اس حدیث کی باقی باتیں ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہو گئیں۔ کیا آخری بات کے پورا ہونے کا ہمیں یقین نہیں ہے۔ اللہ فرماتا ہے، ایمان والے سربلند اور غالب ہوں گے۔ مزید فرماتا ہے اگر اللہ کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ ان وعدوں کا وہی مقام ہے جو لشکر موسیٰؑ میں دو خدا خوف مجاہدین کی یقین دہانی کا تھا، جب فتح کی یقین دہانی کے باوجود قوم نے روگردانی کی تو ان پر چالیس سالہ صحرا گردی کی سزا مسلط کر دی گئی۔ اُمت مسلمہ کو عزت وافتخار والے مستقبل کی یقین دہانی کے باوجود ہم نے نہ خود اپنے معاشروں پر اللہ تعالیٰ کا دین نافذ کرنے کی جدوجہد کی نہ ہی ملحمۃ الکبریٰ کی صف بندی میں شریک ہوئے۔ خود بھی اور قوم کو بھی یہی لوریاں سنائیں کہ یہ معرکے مہدی اور مسیح کی قیادت میں سر ہوں گے۔ اتنی دیر ہم فلسفے کھنگالتے ہوئے انتظار میں بیٹھے

رہیں۔اس بزدلی کی پاداش میں ہم پر 'نَنۡقُصُ الۡاَرۡضَ مِنۡ اَطۡرَافِهَا' کا کوڑا مسلسل برس رہا ہے۔ 1947ء میں ملک جن علاقوں پر آزاد ہوا تھا آج کا پاکستان ان علاقوں پر مشتمل نہیں ہے۔ ہماری زمین ہم پر تنگ ہو چکی ہے ذلت و رسوائی کی سنچری نہ صرف مکمل ہو سکتی ہے بلکہ طویل ہو سکتی ہے اور ملحمۃُ الکبریٰ کا کوڑا ابھی اس اُمّت پر برس سکتا ہے۔

قابلِ توجّہ

حکمت بالغہ نومبر 2019ء خصوصی شمارہ کے صفحہ 75 پر اشارہ کیا تھا کہ ضمیمہ جات میں ڈاکٹر ہربرٹ ایڈ کا تبصرہ درج ہے۔ یہ تبصرہ وہاں درج نہ ہو سکا۔اب یہاں درج کیا جا رہا ہے۔

شرح کلیاتِ اقبال (فارسی): مترجم و شارح جناب پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی میں اسرارِخودی کی تمہید میں لکھا ہے: ''1930ء میں اسرارِخودی کے انگریزی ترجمے کے ساتھ ہی علامہ (اقبال) کی شہرت دُور دُور تک پھیل گئی۔ کئی نقادوں نے اس کتاب پر بیش قیمت تبصرے لکھے۔ امریکہ کے ڈاکٹر ہربرٹ ایڈ نے 25/اگست 1931ء کو لکھا: ''......میرے ذہن میں اگر کسی زندہ شاعر کا خیال آ سکتا ہے......تو وہ ایک ہی ہے اور وہ بھی لازمی طور پر نہ ہمارا ہم قوم ہے، نہ ہمارا ہم مذہب، میری مراد اقبال سے ہے، جس کی نظم اسرارِخودی ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا ڈاکٹر رینالڈ نکلسن کے قلم سے اصل زبان فارسی سے انگریزی میں ترجمہ ہو کر میسرز میک ملن کے اہتمام سے شائع ہوئی۔ اس زمانہ میں جب کہ ہمارے ہم وطن شاعر بلیوں اور بٹیروں پر تُک بندی سے اپنے یاروں کی ضیافت طبع کا سامان پیدا کر رہے تھے اور کیٹس (KEATS) کے انداز پر پیش افتادہ مضامین پر طبع آزمائیوں میں مشغول تھے، عین اسی وقت لاہور میں یہ نظم جس کی نسبت ہمیں بتایا گیا ہے کہ اس نے ہندوستان کے مسلمان نوجوانوں کے خیالات میں ایک محشر برپا کر دیا ہے، تصنیف کی اور شائع ہوئی......''

اردو تحریکِ عالمی لندن کی ماہانہ نشست

عمیر زبیر۔ لندن

۲۸ اکتوبر ۲۰۱۹ سوموار کو اُردو تحریک عالمی کی ماہانہ ادبی نشست یونٹی سنٹر، چرچ روڈ، لندن نارتھ ویسٹ ۱۰ میں منعقد ہوئی جس کی صدارت جناب شیخ شجاع سابق میئر ہیکنی نے فرمائی، نظامت کے فرائض 'اشکِ گل' کے مصنف علامہ محمد فیاض عادلؔ فاروقی نے سرانجام دیے اور مہمانِ خصوصی کا شرف جناب سلمان سعود کو ملا۔

کارروائی کا آغاز جناب کامران رعدؔ کی تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا۔ میاں اسلم زاہدؔ صاحب نے حمدِ باریٔ تعالیٰ پیش کی۔ حاجی قربان حسین قربانؔ نے نعتِ رسولِ اکرم ﷺ پیش کی۔ پاکستان کے مایہ ناز شاعر جناب اعجازؔ رحمانی اور لندن کی باغ و بہار شخصیت سید ابصار احمد صاحب کے لیے دعائے مغفرت کی گئی۔ شرکاء نے مرحوم ابصار احمد کے اعلیٰ اخلاق اور ان کی رضا کارانہ خدمات کا تذکرہ کیا۔ اس کے بعد مشاعرے کی طویل نشست میں مزید جن شعراء و شاعرات نے اپنا کلام پیش کیا ان کے اسمائے گرامی ہیں: قمر مرتضیٰ قریشی صاحبہ، فرحانہ غزالیؔ صاحبہ، عابدہ سلطانہ، میاں محمد اسلم زاہدؔ، ڈاکٹر افتخار علی سید اخترؔ، جناب ثروت اقبال، کامران زبیر کامیؔ، کامران رعدؔ، شکیبؔ مرزا، جناب رحیم اللہ شادؔ، جناب عادلؔ فاروقی۔

نمونۂ کلام پیشِ خدمت ہے:

محترمہ قمرؔ مرتضیٰ قریشی

راہ سیدھی پر چلے گا فائدہ رہ جائے گا
ٹیڑھا رستہ جو چلے گا ہارتا رہ جائے گا

زندگی اک دوڑ بھی ہے سب ہیں اس میں دوڑتے
جو بھی اِس میں سست ہو گا وہ کھڑا رہ جائے گا

کامران زبیر کامیؔ

کہاں تک ساتھ دے گی تُو ہمارا دشتِ غربت میں
تجھے اے زندگی ہم قید سے آزاد کرتے ہیں

کاغذ پہ مَیں نے اک گلِ خنداں بنا دیا
نیرنگیٔ فلک نے سخنداں بنا دیا

یوں چھَن کے آئی حسنِ تبسم کی روشنی
چشمِ حزیں کو دیدۂ حیراں بنا دیا

اے خدا جانے کہاں لے جا رہا ہے دل مجھے ڈھونڈتا پھرتا ہوں مَیں منزل کو اور منزل مجھے

اک ذرا سی آرزو ہے چشمِ جاناں سے ذرا کاش وہ دیکھے مجھے سمجھے کسی کا دل مجھے

شہرِ نا پرساں میں بھی ہنستا رہا جیتا رہا دوستوں کی مسکراہٹ کر گئی گھائل مجھے

شکیبؔ مرزا۔

بنی ہے باعثِ شہرت ہماری دیکھو رسوائی اسے بھی نیک نامی ہم نے جانا، ہم ہیں سودائی

تری یادوں کی محفل ہم سجا کر بیٹھے رہتے ہیں اگرچہ ہم ہیں تنہا پر نہیں احساسِ تنہائی

کیا اس کی بتاؤں مَیں جفا توبہ مری توبہ کاٹی جو محبت میں سزا توبہ مری توبہ

اک بات تھی حق سچ کی سرِ عام وہ کہہ دی اس بات پہ وہ شور اٹھا توبہ مری توبہ

رحیم اللہ شادؔ۔

تمام رات گزاری تھی جس سحر کے لیے خوشی وہ ہم کو ملی بھی تو لمحہ بھر کے لیے

چلو کہ سیر کریں آج سبزہ زاروں کی کہ اشک بار ہے نرگس بھی دیدہ ور کے لیے

لہو سے اپنے جو ہم نے دیئے جلائے تھے اٹھا کے لے گئے سب لوگ اپنے گھر کے لیے

عادلؔ فاروقی نے 'ایک غیر مسلم کا سوال' نظم پیش کی۔

محمد ﷺ سے محبت ہے مگر نالاں ہُوں امت سے
کہ اِس کو کوئی بھی نسبت نہیں ہے اُنؐ کی سنت سے
اُنھیں تھا کام علم و فضل و خدمت اور دعوت سے
تمھارے رات دن معمور ہیں بخل و جہالت سے
وہ راتوں کو بشر کے درد میں آنسو بہاتے تھے
تمھیں فرصت نہیں لیکن کبھی دہشت سے، وحشت سے
وہؐ صادق تھے، امیں تھے، جھوٹ اور غیبت کے دشمن تھے
تمہارا دن گزرتا ہے فقط جھوٹ اور غیبت سے
تمھیں اُنؐ کی شفاعت کی بھلا امید کیونکر ہے؟
تمھاری روزی چلتی ہے ملاوٹ اور رشوت سے
اُنھیںؐ انصاف کی رہ میں ہر اک آفت گوارا تھی
تمھیں لیکن نہیں کچھ واسطہ عدل و عدالت سے

سمِ قاتل تصور کرتے تھے۔ اسلامی میراثِ علمی کو اغیار کے قبضہ سے واگزار کرانا چاہتے تھے۔ اعلائے کلمۃ اللہ کے علمبردار اور زائرانِ حریم مغرب کی رہبری سے نالاں تھے۔ عشق رسول ﷺ ان کی شاعری کا محور تھا اسی کا درس اپنے شاہینوں کو دیتے ہیں، تاکہ ہنود و یہود کی سازشوں سے باخبر رہیں۔ ترویج و تفہیم اقبالیات کے حوالے سے اہل جھنگ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اقبال شناس مشاہیر کی ایک طویل فہرست ہے۔ چند اہم نام منظوم پنجابی مترجم مرحوم عبدالغفور اظہر، محترم ڈاکٹر محمد اسلم بھٹی، محترم ڈاکٹر طالب حسین سیال، محترم ڈاکٹر عمر حیات عاصم اور انجینئر مختار حسین فاروقی قابل ذکر ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی پیدائش و تعلیم دو دریاؤں کی سرزمین جھنگ کی زرخیز نخلستان اور تبصرہ نگار کے آبائی شہر سلیانہ (وِچن) کا نواح کابلی وچیلہ میں ہوئی، پھر اعلیٰ تعلیم و تدریس کے سلسلہ میں ہمیشہ کے لیے کراچی منتقل ہوگئے، جہاں سے آپ نے تعلیم و معارف اسلامی میں پی ایچ ڈی کی دو ڈگریاں لیں اور ایسوسی ایٹ پروفیسر شیخ زید اسلامی سنٹر جامعہ کراچی 2012ء سے تاحال منسلک ہیں۔ قمر جلال آبادی کے مقبول عام مصرع ''اِک دل کے ٹکڑے ہزار ہوئے کوئی یہاں گرا کوئی وہاں گرا'' کی طرح کوئی کراچی جا کر اپنے دیس کی زینت بنا، کوئی لاہور، کوئی اسلام آباد، کوئی لندن اور کوئی کینیڈا جاگزیں ہوا۔ یہ بھی غنیمت ہے کہ جھنگ کے حوالے اور تحریری آثار و جدید ذرائع ابلاغ کی وساطت سے باہمی ربط قائم ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی کل 14 طبع شدہ کتب اور 8 زیر طبع ہیں، اور ان میں 8 تصانیف بشمول پی ایچ ڈی مقالہ اقبال شناسی کے موضوع پر ہیں اور ہنوز خامہ فرسائی شباب آشنا ہے۔ بچوں کے لیے اقبالیات کا یہ سلسلہ نوید جانفزا ہے۔ چلڈرن لائبریریز اور ہر گھر کی ناگزیر ضرورت اور دانش جویانِ اقبال کے لیے نادر تحفہ ہے۔ (چار کتابوں کا سیٹ: عمدہ کاغذ، اعلیٰ بائنڈنگ، صفحات 698 اور قیمت: 1400 روپے)

ترا اندیشہ افلاکی نہیں ہے
تری پرواز لولاکی نہیں ہے
یہ مانا اصل شاہینی ہے تیری
تری آنکھوں میں بیباکی نہیں ہے

علامہ اقبال

تبصرہ وتعارف کتب

تبصرہ نگار: حافظ مختار احمد گوندل

1

روح الامین کی معیت میں

کاروانِ نبوت ﷺ (جلد ہشتم)

تالیف: پروفیسر ڈاکٹر تسنیم احمد

ناشر: مکتبہ دعوۃ الحق، اٹاوہ سوسائٹی، احسن آباد، کراچی

زیرِ تبصرہ کتاب کی جلد ہشتم (باب#109 تا 121) مدنی زندگی کے پہلے اور دورِ نبوت کے چودھویں سال پر مشتمل ہے، جس میں ان عناوین کو زیرِ بحث لایا گیا ہے: نبی ﷺ کا یثرب میں داخلہ۔ نو تشکیل شدہ ریاست کے ابتدائی ایام۔ ایک مخلوط معاشرے میں اہلِ ایمان کی شناخت۔ مدینے میں اسلام کے مخالفین اور منافقین۔ ریاستِ مدینہ میں پہلا کام مسجد کا قیام۔ امورِ داخلہ۔ پہلا اعلامیہ۔ قصہ آدم و ابلیس۔ کون ہارا اور کون جیتا؟ سورۃ التغابن۔ مدینے میں اسلام کے قدم جم گئے۔ قتال کی اجازت 101: سورۃ الحج، (22-17) اقترب للناس، قریش کے بعد اسلام کے مخاطبین: یہودِ یثرب۔ سورۃ البقرہ (40-103)۔ اہلِ ایمان کو یہود سے معاملات میں رہ نمائی۔ سورۃ البقرہ (104-123)۔ یہود کو ابراہیمؑ کی دعوت سے تذکیر سورۃ البقرہ (124-141)۔ یعنی حیاتِ طیبہ ﷺ کے مدینہ طیبہ میں ابتدائی دس ماہ کی روداد و تنزیلات کو قرآن کی ترتیبِ نزولی کے اعتبار سے مدنی معاشرہ کی تشکیلِ جدید، مساجد کی تعمیر، ریاستِ مدینہ کا پہلا اعلامیہ، داخلہ پالیسی، مواخات، اقامت نظامِ صلوٰۃ، اِذنِ قتال اور یہودِ یثرب پر سیر حاصل اس بحث سے امت

مسلمہ کو اس دور کی مذہبی و سیاسی کشمکش سے بھرپور آگاہی ملتی ہے۔الحمدللہ اس سلسلۂ اشاعت سے یہ حقیقت مبرہن ہے کہ قرآن مجید کی ترتیب مصحف بھی 'لوحِ محفوظ' جیسی مسلمانوں نے قرائت و کتابت کے ذریعے محفوظ رکھی ہے کہ منشائے الٰہی ہے اور ترتیب نزولی بھی بصورت 'سیرتُ النبی' محفوظ ہے جو کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن کی شان رکھتی ہے۔یہی قرآن و سنت کا مفہوم ہے جو اُمت کے اجتماعی ضمیر میں نقش ہے۔کاروانِ نبوت کی یہ جلد ایک ایسے موقع پر منصۂ شہود پر آئی ہے جب حکمران جماعت ریاست مدینہ کی طرز پر موجودہ ریاست پاکستان کی نشاۃ ثانیہ کی داعی ہے۔ زیر تبصرہ تالیف مقتدر طبقات کے لیے ایک دستور العمل، عالم اسلام میں غلبہ اسلام کی تحریکوں کے لیے ایک تحریکی نصاب اور مغربیت سے مرعوب نسل نو کے لیے تریاق کا درجہ رکھتی ہے۔ایسے ہی تالیف کے مقام و مرتبہ کے بارے میں حافظ شیرازی نے فرمایا تھا ؎

هزار نکته باریک تر ز مو اینجا ست نه هر که سر بتراشد قلندری داند

کاروانِ نبوت ﷺ کی یہ جلد کتب خانوں کی زینت اور طلبہ کے لیے ایک نادر تحفہ ہے۔
(صفحات:214،ہدیہ:350روپے)

2 آئیں حضور اقدس ﷺ کی زیارت کریں

تالیف: الحاج محمد ظہور الحسن اویسی قادری

ناشر: نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، 11 گنج بخش روڈ لاہور

زیر تبصرہ ایمان افروز تالیف دو حصوں 'فضائل و فوائد درود شریف' اور 'آئیں حضور اقدس ﷺ کی زیارت کریں' پر مشتمل ہے۔حضور اکرم ﷺ کی زیارت تو ''عالم خواب میں، خواب و بیداری کی درمیانی حالت میں، بطور مکاشفہ بحالتِ بیداری میں یا مکاشفہ کی انتہائی نادر صورت بحالتِ بیداری چشمِ ظاہر سے ہوسکتی ہے۔عالم خواب میں تو نبی اکرم ﷺ کا دیدار ہونا برحق ہے، اور بسا اوقات تعبیر کی محتاج بھی ہوتی ہے۔عوام و خواص یہ ہر ایک کو ہوا کرتی ہے۔ بیداری و خواب کی درمیانی حالت میں خواص امت کو اور بیداری میں زیارت اگرچہ ممکن سہی؛ مگر اس کی صلاحیت اخص الخواص میں ہے، جیسا کہ علامہ انور شاہ کشمیری نے فیض الباری

اورشاہ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوہ میں تحریر کیا ہے۔ جہاں تک کلامِ نبوت کے سماع کا مسئلہ ہے تو قرآن وحدیث کی روشنی میں جائزہ لے کر فیصلہ ہوگا، اگر خلافِ شریعت ہو تو اس کا اعتبار نہیں۔ اپنے ابتدائیہ ''مقبول بارگاہ الٰہی'' میں صاحب تصنیف اپنی روحانی کیفیات بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں ''1992ء کی ایک مبارک شام تھی...... صحن مسجد میں قدم رکھا تو ایک دم مجھے چنبیلی کی خوشبو نے اپنی گرفت میں لے لیا...... اس مشاہدہ کے بعد تحریر و تصانیف کا سلسلہ شروع ہوگیا ہر سال رمضان المبارک کے مہینہ میں ایک کتاب لکھنے کی سعادت ہوتی ہے۔ الحمدللہ اب تک 25 کتب شائع ہو چکی ہیں۔ اس رمضان المبارک میں کتاب '' آئیں حضور اقدس ﷺ کی زیارت کریں'' کا اشارہ ہوا۔ صفحہ 231 سے 250 پر 'نعتوں کی بہار' صفحہ 251 تا 255 پر حوالہ جات کتب اور الحاج محمد ظہور الحسن قادری کی دینی، روحانی، فکری اور علمی حالات حاضرہ پر فکر انگیز کتب کے عنوان سے پر مغز تحریری مقالہ ہے۔ زیر تبصرہ کتاب کتب خانوں کی ضرورت اور کشتگان عشق نبی ﷺ کے لیے ایک نادر تحفہ ہے۔ (256 صفحات، قیمت: 300 روپے)

3 بچوں کا اقبال

(اقبال اسٹیڈیز 1-4)

تالیف: ڈاکٹر عمر حیات عاصم

ناشر: فضلی بک سپر مارکیٹ، اردو بازار، کراچی

زیر تبصرہ تصنیف بچوں کی تعلیم و تربیت کا ایسا اکثیر اعظم نسخہ ہے جسے صاحب تصنیف نے بوستانِ اقبال سے خوشہ چینی کر کے سلیس انداز میں سلسلہ وار اقبال اسٹیڈیز کے عنوان سے مستقبل کے شاہینوں کے لیے نو بہ نو حسین گلدستوں کی ایک پھلواری بنا دیا ہے، کلامِ اقبال کا مرکزی نقطہ بھی حکمت و دانش سے لبریز شاہین بچوں کی نرسری تیار کرنا ہے۔ ؏ ہو جس کے جوانوں کی خودی صورتِ فولاد، جیسا کہ اقبال اکیڈمیاں، اقبال شناس ارباب اور دیگر ادیب و دانشورانِ اقبالیات مختلف صورتوں میں اپنے اپنے مقام پر مصروف کار ہیں۔

علامہ اقبال ملت اسلامیہ کے شاعر ہیں، جو فرنگی تہذیب و تمدن کو قومِ مسلم کے لیے

ماھنامہ **حِکمت بالغہ** جھنگ کی خصوصی اشاعت (نومبر 2019ء)

ڈاکٹر محمد رفیع الدین
کی
اقبال شناسی

پر اہل علم کے تأثرات

(گزشتہ سے پیوستہ)

9 ڈاکٹر ابصار احمد، صدر مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

جھنگ سے شائع ہونے والے موقر جریدہ ماہنامہ حکمت بالغہ نے کئی خصوصی نمبر نکالے ہیں۔ اس مرتبہ اس کے مدیر نے اقبال کے ایک اہم قدردان ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم کے بارے تفصیلی معلومات فراہم کی ہیں۔ اکثر اہل علم شاید ڈاکٹر محمد رفیع الدین کے بارے میں نہ جانتے ہوں لیکن مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور سے وابستہ افراد ان کے بارے بہت کچھ جانتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بانی تنظیم اسلامی اور مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے دروس اور تقاریر میں ان کا نام لیتے تھے۔ ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی دو تین کتب بھی مرکزی انجمن خدام القرآن کے تحت شائع ہوئی ہیں۔

اصل میں ڈاکٹر رفیع الدین ہمارے ان اہل علم میں سے ہیں جنہوں نے نام ونمود سے بے پروا ہو کر ٹھوس بنیادوں پر علمی کارنامے انجام دیے، جن سے طالبانِ علم ہمیشہ فیضیاب ہوتے رہیں گے۔ استعماری جدیدیت کے پرستار فکر وفلسفہ کے میدان میں کسی اطمینان بخش اور خوش کن منزل تک نہیں پہنچ سکے جس سے برملا اختلاف خود مغرب کے prophets of doom and gloom کرتے ہیں۔ نتیجۃً فکری انارکی، ذہنی وعلمی انتشار، بے مقصدیت اور انکار اقدار سے پیدا ہونے والے ذہنی ونفسیاتی عوارض ہیں جو ان کے معاشرے میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ ڈاکٹر رفیع

الدین مرحوم نے بلاشبہ جدید دور میں اسلامی فلسفیانہ ڈسکورس کی بنیادیں قائم کی ہیں۔ڈسکورس کسی علمیت کی روایت، تہذیبی رویوں، اقدار اور مسلمہ مروّجہ افعال (established practices) کے آمیختے (amalgamation) کو کہا جاتا ہے، جو اپنے تاریخی عمل سے نکلتی ہیں۔ڈاکٹر صاحب نے اس پس منظر میں انسانی خودی کی اہمیت کو خوب شرح وبسط کے ساتھ واضح کیا اور بتایا کہ مسلم روایت میں علم کا مقصد فرد کو نفسِ مزکّی بنا کر آخرت کی کامیابی کے لیے تیار کرنا ہے۔

میں مؤقر جریدے ماہنامہ حکمت بالغہ کے مدیر اعلیٰ جناب انجینئر مختار حسین فاروقی صاحب کو ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم کے حوالے سے انتہائی معلوماتی خصوصی شمارہ شائع کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

10 ڈاکٹر ضمیر اختر خان، راولپنڈی

حکمت بالغہ جھنگ کی تیرھویں خصوصی اشاعت منصۂ شہود پر آ چکی ہے۔اس کے صفحات کی تعداد 336 ہے جو کہ گزشتہ تمام اشاعتوں سے زیادہ ہے۔اس کا آغاز ''فی مدح النبی ﷺ'' سے ہوتا ہے جو کہ شیخ سعدی رحمہ اللہ کے گلہائے عقیدت پر مشتمل ہے۔اس پر تضمین نے مدیر مسئول انجینئر مختار فاروقی صاحب کے ادبی ذوق کی نشان دہی کر دی ہے۔ ماشاء اللہ سابقہ اشاعتوں کی طرح یہ خصوصی اشاعت بھی اپنے اندر گوناگوں معلومات کا وافر سامان سموئے ہوئے ہے۔اللہ تعالیٰ مدیر مسئول اور ان کی پوری ٹیم کو اس محنت کا پورا پورا اجر عطا فرمائے۔

اس خصوصی اشاعت کا مقصد مدیر مسئول نے ''حرف آرزو'' میں خود بیان کر دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: ''اس اشاعت میں ہمارے سامنے صرف مسلمانانِ پاکستان، ملت اسلامیہ اور اسلامی فرائض (QURANIC OBLIGATIONS) کے سوا کچھ نہیں ہے اور اس کے فروغ کا مقصد بھی احادیث نبویہ میں واضح طور پر معین کر دیا گیا ہے کہ قربِ قیامت کے خلافت اسلامیہ کسی ملک میں وقوع پذیر ہو کر (غلبہ حاصل کر کے) دوسرے ممالک میں بھی 'تصدیر' (EXPORT) کے مراحل طے کرے گی اور بالآخر GLOBAL ہو جائے گی''۔

اس مقصد کے حصول کے لیے فکر وحکمت اقبال کی بڑی اہمیت ہے۔فکر اقبال ایک طرف ریاست پاکستان کی بنیادی فکر ہے جو اہل پاکستان کو خوابِ غفلت سے بیدار کر کے پاکستان

کو دنیا میں عزت و وقار کا مقام دلانے کے لیے تیار کر سکتی ہے اور دوسری جانب ملت اسلامیہ کو اپنا کھویا ہوا مقام بحال کرنے میں بھی مددگار ہو سکتی ہے۔ فکر اقبال کی اسی طاقت و تاثیر کو ہمارے دشمنوں نے محسوس کیا اور سمجھا اور پھر ایڑی چوٹی کا زور لگا کر مسلمانانِ پاکستان کو اس سے دور کرنے کی سازشوں میں مصروف ہو گئے اور بالآخر اقبال اور اس کی انقلابی فکر کو دیس نکالا دے دیا۔

ے اقبال کے نفس سے ہے لالہ کی آگ تیز
ایسے غزل سرا کو چمن سے نکال دو!

اقبال سے اس بے وفائی کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ہم ایک ملت واحدہ کی بجائے مختلف قومیّتوں میں بٹ گئے ہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی اور اس کا لاکھ شکر ہے کہ اقبال کی فکری میراث کو کچھ اہل علم نے مرتب کرنے اور اس کے فہم میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔ ان میں نمایاں نام ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم کا بھی ہے جن کی اقبال شناسی حکمت بالغہ کی اس خصوصی اشاعت میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ اس فکر کو عام کرنے اشد ضرورت ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم نے اقبال کی قدر نہیں کی جبکہ ایرانیوں نے اقبال کی فکر سے استفادہ کر کے بادشاہی نظام کا خاتمہ کیا اور اپنے تصورات کے مطابق ایران میں ایک نظامِ حکومت قائم کر لیا جو تمام تر امریکی مخالفتوں کے باوجود تا حال چل رہا ہے۔ ترکوں کے ہاں بھی اقبال شناسی کے مظاہر جا بجا ملتے ہیں۔ ہم تو ویسے ہی اقبال کے زیر بار احسان ہیں۔ فکر اقبال کی ضربوں نے غلامی کی زنجیروں کو توڑا اور ہم آزادی حاصل کرنے کے قابل ہوئے اور اب اسی فکر کی روشنی میں پاکستان کو ایک مثالی اسلامی فلاحی ریاست / خلافت اسلامیہ کا نمونہ بنا سکتے ہیں۔

حکمت بالغہ کا یہ خصوصی شمارہ اقبال کے احسان کا بدلہ چکانے کی کامیاب سعی ہے۔ اب یہ اہل پاکستان کے تمام طبقات کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس علمی و فکری مواد سے بھرپور فائدہ اٹھائیں اور اقبال کے افکار و خیالات کو اس مملکت خداداد میں دوبارہ لانے کی کوشش کریں۔ علمائے کرام اپنے خطباتِ جمعہ میں اقبال کے قرآنی افکار کو پیش کریں۔ تعلیمی اداروں کے اساتذہ اپنے طلباء کو اقبال کی فکر سے روشناس کرائیں۔ ایک دور تھا کہ اقبال کی نظم ''لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری''، سکول کے بچے جھوم جھوم کر مارننگ اسمبلی میں گایا کرتے تھے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ

ہم اقبال سے انصاف کریں اور اس کو اپنے لیے مشعل راہ بنائیں۔ اللہ توفیق عطا فرمائے۔

11 ایوب بیگ مرزا۔ مدیر ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور

حکمت بالغہ کے مدیر مسئول انجینئر مختار فاروقی جذبہ جہاد کے تحت اسلام کی سربلندی کے لیے خداداد صلاحیت استعمال کر کے اس وقت نمایاں کام کر رہے ہیں۔ ان کا یہ جریدہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ یعنی دنیا میں نفاذِ اسلام کی قابل قدر خدمات انجام دے رہا ہے اور عالم اسلام کو بیدار کرنے میں سنجیدہ کوشش کر رہا ہے۔ ویسے تو حکمت بالغہ کی سال بھر کی اشاعت انتہائی اہم دینی امور پر بڑی محنت کا کام ہے لیکن خصوصی اشاعت پر کئی تاریخی صفحات اور مضامین کی اشاعت قابل تحسین ہی نہیں قابل رشک بھی ہے اور پھر حکمت بالغہ کی باقاعدگی، تسلسل، مختلف مضامین بالخصوص علامہ اقبال کے حوالے سے مضامین کی اشاعت سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی بڑا سیکرٹریٹ اس کے لیے کام کر رہا ہے لیکن ذاتی تعلق کی وجہ سے جانتا ہوں کہ مدیر مسئول چند افراد کی معیت میں شبانہ روز محنت کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر رفیع الدین کی اقبال شناسی کے عنوان سے یہ خصوصی شمارہ بنیادی طور پر تین ابواب اور دس حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے اور دوسرے حصے میں اقبال کے تعارف اور شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر اس انداز سے روشنی ڈالی گئی ہے جیسے پڑھنے والا خود اقبال سے بالمشافہ مل کر ان کی شخصیت کو بغور دیکھ رہا ہو۔ تیسرے حصہ میں جنوبی ایشیا کے محکوم مسلمانوں کے لیے مستقبل کی آزاد ریاست کی ضرورت پر اقبال کی نظر اور فکر کو سامنے لایا گیا ہے۔ چوتھے حصہ میں علامہ اقبال اور ڈاکٹر محمد رفیع الدین کے حالاتِ زندگی اور کام پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ پانچویں حصہ میں ''ڈاکٹر محمد رفیع الدین: اقبال شناس و شارح اقبال'' کے عنوان سے اقبال کی شخصیت اور کلام پر ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی تحقیق و مطالعہ کا جائزہ لیا گیا ہے۔ چھٹے حصہ میں ''ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی اقبال شناسی کا اظہار: تصانیف'' کے عنوان سے اقبال کی شخصیت اور کلام پر ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی تصانیف کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ ساتویں حصہ میں ''ڈاکٹر محمد رفیع الدین شارح اقبال سے اقبال شناس'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی اقبال سے محبت، عقیدت، فکری ہم آہنگی اور مماثلت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ آٹھویں حصہ میں نظریۂ خودی کی اساس پر ریاست کی تشکیل کے

مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا ہے۔نویں حصہ میں ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی اقبال شناسی سے فکر اقبال کی تعمیل کی طرف سفر کی داستان کو خوبصورت پیرائے میں پیش کیا گیا ہے۔دسویں حصہ میں ''تجسیم فکر اقبال'' کے عنوان سے جنوبی ایشیا میں منہج انقلاب نبوی ﷺ کے مراحل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔گویا مملکت خداداد پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کے حوالے سے ایک تحریک برپا کرنے کی باطنی خواہش کھل کر سامنے آئی ہے۔حکمت بالغہ میں مختلف موضوعات پر درجنوں مضامین شائع ہوتے ہیں۔کوئی سیرت نبوی ﷺ پر، کوئی سیرت صحابہؓ پر اور کوئی اسلامی تاریخ پر لیکن ہر مضمون کا مرکز ومحور اسلامی نظام کے قیام کی جدوجہد ہے۔عالمی امن اور اسلام کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور نظام اسلام بالفاظ دیگر نظام خلافت برپا کرنا مسلمانوں کا مقصد وحید ہے۔آج میڈیا کے دور میں یقیناً یہ قلمی جہاد ہے۔سیکولرازم، لبرل ازم کے علمبرداروں اور باطل قوتوں کو زبردست اور فوری جواب دینے کی ضرورت ہے۔اور یہ ذمہ داری حکمت بالغہ بخوبی نبھا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ محترم مختار فاروقی اور حکمت بالغہ کی اشاعت میں حصہ لینے والوں کی سعی کو قبول فرمائے تاکہ وہ یہ جہاد تاحیات جاری رکھ سکیں۔آمین!

12 ڈاکٹر فدا محمد۔مدیر الغزالی پشاور

آپ کا رسالہ حکمت بالغہ پہنچتا رہتا ہے۔نومبر کا شمارہ خاص طور سے بہت پسند آیا کہ علامہ اقبال کے بارے میں ہے۔بندہ اقبال کے اردو اور فارسی کلام کا عاشق ہے نویں تا بارھویں جماعتوں میں پڑھنے کے دوران پڑھا ہے ابھی تک یاد ہے۔میرے سلسلۂ بیعت میں جہاں حمد، نعت اور عارفانہ کلام پڑھا جاتا ہے وہاں کلام اقبال بھی سلسلے کے افراد ایسے ترنم سے پڑھتے ہیں گویا کانوں میں رس گھولتے ہیں اور مجمع پر وارفتگی اور بے خودی کی کیفیت طاری کر دیتے ہیں۔بندہ کا مختصر رسالہ غزالی پہنچتا ہوگا۔اللہ آپ کی ہمت میں اضافہ فرمائے۔اوقات میں برکت فرمائے اور دین کا کام لے۔

13 انجینئر رشید عمر، فیصل آباد

واہ فاروقی صاحب! نعمت ولی شاہ نے پیشین گوئی کی ہوئی ہے کہ مسلمانوں کے پاس ایک ہتھیار آجائے گا جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا۔میرے خیال میں وہ ہتھیار دعوت وتبلیغ کا

ہتھیار ہے جسے اُمت مسلمہ صحیح طور پر استعمال نہیں کر رہی۔ فکر مغرب کا ہمہ گیر استیلاء، جسے میں اقوامِ مغرب کے کفر و الحاد کی بڑی قے کہتا ہوں، جو حبل من اللہ کے مصداق اللہ کی نوازشوں کو ہضم نہ کرنے کی وجہ سے انہوں نے دنیا کے سامنے ڈالی ہوئی ہے اور دنیاوی برتری کی وجہ سے مسلسل ڈال رہے ہیں اس گند کو اس طرح کے اسلامی فلسفہ کے ذریعے ہی صاف کیا جا سکتا ہے۔ یقیناً یہ دلوں کو مسخر کرنے والا مدلل علم کا وہ میزائل ہے جس کا توڑ نہ امریکہ کے پاس ہے نہ چین کے پاس۔ اور ہندوستان پر تو ایک مرتبہ اس کا تجربہ کیا جا چکا ہے۔ انسانیت قرونِ اولیٰ میں اس سے نہ صرف روشناس ہو چکی ہے بلکہ فتنۂ تاتار کے قبیح چہرے کو خوبصورتی بخشنے والا بھی یہی عمل عظیم تھا۔ آج پھر اس عمل کی اثر پذیری کے لیے شہادت علیٰ الناس کے منصب پر فائز ہو کر اس کام کو کرنے کی ضرورت ہے جو آپ نے حکمت بالغہ کی خصوصی اشاعت ''ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی اقبال شناسی'' میں کیا ہے۔

14 ماہنامہ آبِ حیات لاہور، دسمبر 2019ء

ماہ نامہ حکمت بالغہ جناب مختار فاروقی صاحب کی زیر ادارت گزشتہ تیرہ سالوں سے دنیائے علم کو سوغات و تحائف علمیہ پیش کرتا چلا جا رہا ہے، وقتاً فوقتاً ایسی ایسی اشاعتیں خصوصی طور پر پیش کرتا ہے کہ دیکھنے والے کو رشک آتا ہے اور دل سے ان لوگوں کے لیے دعائیں نکلتی ہیں جو شبانہ روز محنت و جانفشانی سے ایسی عمدہ اور بہترین تحریریں باذوق قارئین کی نذر کرتے ہیں، سنین ماضیہ کے تیرہ سالوں میں تیرہ ضخیم اشاعتیں پیش کرنا صرف حکمت بالغہ کا خاصہ ہے، اس عظیم کام کا سہرہ حکمت بالغہ کے سر پر سجتا ہے۔

پیش نظر ضخیم میگزین ''ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی اقبال شناسی'' نمبر ہے، جو دس حصوں اور چند ضمیمہ جات پر مشتمل ہے، یہ 336 صفحات پر مشتمل رسالہ ہے، گویا کہ ایک پوری کتاب ہے۔

ڈاکٹر محمد رفیع الدین اقبال اکیڈمی کے بانی ڈائریکٹر تھے، انہوں نے بہت سی علمی کتابیں تصنیف فرمائیں، وہ علامہ اقبال کی کتابوں اور شاعری کے شارح تھے، انہیں اقبال شناسی پر دسترس حاصل تھی، انہوں نے حکمت اقبال کے نام سے بہت ہی عمدہ تحریر لکھی جو اس عظیم الشان نمبر کا اہم ترین حصہ ہے۔ حکمت بالغہ کی خصوصی اشاعت کے پہلے چار حصوں میں 'مستقبل کی ریاست کا ایک خاکہ' عمدہ اور بہترین انداز میں پیش کیا گیا ہے، جب کہ حصہ پنجم سے حصہ ہشتم تک

دمستقبل کی اسلامی ریاست کی تشکیل وتعمیر نظریہ خودی پر رکھی گئی ہے، حصہ نہم اور دہم اور ضمیمہ جات میں 'اقبال شناسی یعنی فکر اقبال کی روشنی میں پاکستان کو اسلامی فلاحی جمہوری ریاست بنانے' کی حکیمانہ باتیں بیان کی گئی ہیں۔ حکمت بالغہ کے پیش نظر شمارے میں مدیر جناب مختار حسین فاروقی صاحب کے قلم حقیقت رقم سے رسالہ کی پالیسی، منظر اور پس منظر بہت ہی دلکش انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ حکمت بالغہ کے قریباً سو صفحات شاعر مشرق علامہ اقبال کے اشعار اور پیغامات کی وضاحت پر مشتمل ہیں، جبکہ دو سو سے زائد صفحات مختلف اہل قلم کی تحریروں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں، جبکہ جناب ڈاکٹر محمد رفیع الدین صاحب کے معاصرین کی ان سے متعلق آراء بھی حکمت بالغہ کے پیش نظر شمارے میں موجود ہیں اور ناظر کی پوری توجہات اپنی طرف مرکوز کرواتی ہیں۔

حکمت بالغہ کے معمول کے شمارہ جات کے صفحات 64 اور اس کی قیمت 50 روپے ہوتی ہے، جبکہ اس ضخیم اور خوبصورت مجموعہ کی قیمت 400 روپے ہے، یہ عمدہ نیوز پیپر شائع کیا گیا ہے، کمپوزنگ دلکش اور جاذب دل ونگاہ ہے ہر صاحب علم کے پاس اس شمارے کا ہونا ضروری ہے، بہت ہی لاجواب تحفہ ہے، خصوصاً جو لوگ علامہ اقبال مرحوم کی شاعری سے شغف اور پیار رکھتے ہیں ان کے پاس تو اس ذخیرہ علمیہ کا ہونا بہت ہی لازمی ہے۔

15 ماہنامہ القاسم نوشہرہ، دسمبر 2019ء

علامہ اقبال ایک فکری رہنما، ذہنی معمار اور نبّاض فلسفی تھے۔ وہ عجمی زبان میں توحید، رسالت اور خلافت کی ایک بے خوف آواز تھے، انہوں نے عہد حاضر کے مسائل کے متنوع گوشوں گوناگوں دھاروں اور مختلف جہات کا باریک وعمیق تجزیہ کیا ان کا علم لائحہ عمل اور فکر کی شاہراہ عمل تھی مگر آج فکر اقبال بحث ونظر کے محدود دائروں میں سمٹ کر ایک رسمی تقریر کا عنوان بن کر رہ گئی ہے۔ اقبال کے کلام و پیام کی روح کو سمجھنے کے بجائے دھن وساز کے ذریعے اس سے حظ نفسانی اٹھائی جارہی ہے ایسے میں ضرورت ہے کہ ''اقبال شناس'' حضرات کا تعارف اور ان کے کام کی پہچان جدید تعلیم یافتہ طبقوں میں کرائی جائے جس کے لیے قرآن اکیڈمی کے جمیع کارکنان ہم سب کے شکریے کے مستحق ہیں، جناب انجینئر مختار فاروقی صاحب جنہوں نے اپنے موقر اور معتمد جریدے ماہنامہ 'حکمت بالغہ' کا خصوصی نمبر بعنوان ''ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی اقبال شناسی'' نکالا،

لائق صد تحسین و تبریک ہیں۔

ڈاکٹر رفیع الدین اقبال شناسی کے حوالے سے ایک منفرد، جداگانہ اور خصوصی حیثیت کے حامل ہیں، وہ اقبال اکیڈمی پاکستان کے بانی ڈائریکٹر تھے، ان کی تصانیف 'فکر اقبال' کو عالمی سطح پر متعارف کرانے کی سنجیدہ، علمی اور مدلل ذرائع ہیں۔ ایسے افراد کی خدمات اور افکار سے جدید تعلیم یافتہ احباب کو روشناس کرنا تاریخ کا ایک قرض ہے جو انجینئر مختار فاروقی صاحب بحسن و خوبی چکا رہے ہیں آپ نے جدید تعلیم یافتہ حضرات میں قرآن فہمی کے شعور کو اجاگر کرنے کا جو بیڑا اٹھایا ہے اس سے آپ نہایت عمدہ طریقے سے عہدہ برآ ہو رہے ہیں۔ 'حکمت بالغہ' کا ہر شمارہ بلوغ کے شعور کا پتہ بھی دے رہا ہے۔ 'حکمت بالغہ' کا یہ خصوصی شمارہ تین سو چھتیس صفحات پر مشتمل ہے، کاغذ اعلیٰ، طباعت عمدہ، کتابت صاف اور سرورق جاذب نظر ہے۔

تعارفِ کتاب

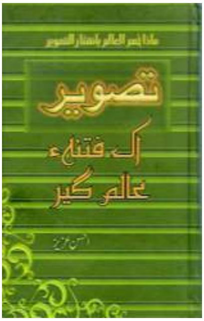

تصویر اِک فتنۂ عالمگیر

تالیف: جناب احسن عزیز شہید

ناشر: ادارہ مبشرات، پوسٹ بکس نمبر 126، I-10، اسلام آباد

صفحات: 128 قیمت: Rs.200

موجودہ دور میں جبکہ بے دینی عام ہے اور دین کے احیاء کے لیے کما حقہ جدوجہد بھی نہیں ہو رہی، جس کے سبب مسلم معاشروں میں بھی بہت زیادہ برائیاں اور فتنے سر اُٹھا رہے ہیں ان فتنوں میں سے آج کے دور کا ایک بڑا فتنہ تصویر اور کیمرہ بھی ہے۔ اب کیمرہ اور تصویر بنانا عام ہو گیا ہے اور گھروں، دفاتر، دکانوں اور چوراہوں میں تصاویر اور مجسمے آویزاں کرنا ایک فیشن بن گیا ہے اور افسوس کی بات یہ ہے کہ تصویر کے بارے احادیث نبویہ ﷺ میں جو ممانعت آئی ہے اس کی اہمیت ذہنوں سے نکلتی جا رہی ہے۔ ان حالات میں ضرورت ہے کہ تصویر سے متعلق احکامِ شریعت کو ذہنوں میں تازہ کیا جائے۔ اس سلسلہ میں مذکورہ کتاب مطالعہ کے لیے اہم ہے۔

اسی اہمیت کے پیش نظر ماہنامہ حکمت بالغہ کے آئندہ شمارے سے یہ کتاب سلسلہ وار شائع کی جائے گی، ان شاء اللہ۔ اُمید ہے کہ یہ کتاب قارئین کے لیے تصویر سے متعلق دینی معلومات سے آگہی اور اس فتنہ سے بچاؤ کا ذریعہ بنے گی۔

قرآن فہمی کے 54 ویں کورس میں شرکاء کے تاثرات

منعقدہ: 25 نومبر تا 14 دسمبر 2019ء

قرآن اکیڈمی جھنگ میں قرآن فہمی کے کل وقتی اور جز وقتی کورس وقفہ وقفہ سے منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ اب تک بحمداللہ 54 کورس منعقد ہو چکے ہیں۔ حال ہی میں جو کورس منعقد ہوا اس کے چند شرکاء کے مختصر تاثرات شائع کیے جا رہے ہیں۔

محمد شبریز، موضع اصحابہ جھنگ اس قرآن فہمی کورس میں شمولیت سے میری حوصلہ افزائی ہوئی ہے اور اس اکیڈمی کا دینی اور پر امن ماحول بہت اچھا لگا۔ جناب انجینئر مختار فاروقی صاحب بہت اعلیٰ شخصیت کے مالک ہیں انھوں نے اپنے فکری اور علمی لیکچروں سے ہمارے جذبے کو اجاگر کیا ہے ہمیں سکھایا ہے کہ ہم اپنی زندگی حقیقی معنوں میں قرآن وسنت اور دین اسلام کے حقیقی پہلوؤں کے مطابق اور دنیا کی زیب وزینت اور رنگا نگی اور بے مقصد محفلوں سے بالاتر ہو کر گزاریں اور اس اکیڈمی میں اس کے علاوہ ہم نے بے شمار باتیں سیکھی ہیں مثلاً اپنے عمل کو اچھا بنانا، غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرنا، ہر کام رضائے الٰہی کی خاطر کرنا اور ہر لمحہ زندگی اسلام کے مطابق گزارنا اور اسی جدوجہد میں رہنا اور زندگی اسی جدوجہد میں گزرے تو دنیا اور آخرت میں بہتر ہی ہوگا۔

صابر سلطان، موضع اصحابہ، جھنگ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں 25 روزہ کورس میں علم حاصل کرنے کی توفیق دی، جس سے قرآن مجید کے حقوق کا اور دین اسلام کی اہمیت اور احکام کا پتہ چلا۔ علامہ اقبال کا کلام اور تاریخ کو پڑھا تو اس سے علم ہوا کہ ہم نام کے مسلمان رہ گئے ہیں ہمارے اکابر نے بہت اچھے کارنامے ادا کیے ہیں اس لیے ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔...... اساتذہ کرام نے بہت اچھے طریقے سے پڑھایا اور سمجھایا اگر ہم ان

باتوں پر عمل کریں گے تو ہم دنیا اور آخرت میں ضرور کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ہمارے دل میں دین سیکھنے کا شوق پیدا ہوا اور دین کو سیکھ کر دوسروں تک پہنچانے کا جذبہ حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں ہم نے جو علم حاصل کیا ہے اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عمیر ظفر، جھنگ صدر اس کورس میں ہم نے بہت کچھ سیکھا۔ سب سے پہلے قرآن پاک کے حقوق کیا ہیں؟ اور اس پر عمل کرنا کیوں ضروری ہے۔ مسلمانوں کی حکومت پھر ان کا زوال، اور پھر اسلام سے دور ہونے کی وجہ کیا ہے؟ جہاد کی حقیقت کیا ہے؟ علامہ اقبال کے نظریۂ خودی کا درس اور انھوں نے اپنے اشعار سے غفلت میں سوئی ہوئی قوم کو کیسے جگایا؟ اور ان کے اشعار سے ہمیں کیا سبق حاصل کرنا چاہیے۔ سب سے اہم چیز جو میں نے یہاں پر سیکھی ہے وہ ہے اسلام کا غلبہ یعنی ایک نہ ایک دن اس پوری دنیا میں اسلام غالب ہونا ہی ہے اور وہ دن دور نہیں ہے۔ یہاں وہ احادیث پڑھی ہیں جو دوسرے مولانا حضرات نے کبھی بھی نہیں پڑھائی۔ ان احادیث سے بہت سا سبق سیکھا ہے۔

مہر نعیم اختر، حویلی لال، جھنگ یہ عظیم الشان پروگرام ہے جس میں قرآن شریف کو سمجھ کر پڑھنا اور حقوق یا مطالبات کو سمجھنا اور اپنی زندگی کو اس کے مطابق ڈھالنا بتایا گیا ہے کہ اللہ میاں ہم سے کیا چاہتا ہے اللہ کریم ہماری دونوں جہانوں کی زندگی سنوارنا چاہتا ہے جب کہ ہم دنیا کی زندگی میں مگن ہیں نہ ہم اپنی مرضی سے کما سکتے اور نہ خرچ کر سکتے ہیں۔ یہ مال، جان اور وقت اللہ کا دیا ہوا ہے اور اللہ ہی کے لیے اپنا مال جان اور وقت لگانا اصل مقصد ہے تاکہ دنیا میں دین غالب آ جائے اور خلافت کا سلسلہ جاری ہو جائے۔ علامہ اقبال نے ہماری توجہ اسی بات کی طرف اپنی شاعری سے دلائی ہے کہ ہم اس محنت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ دین کو دنیا پر غالب کریں اور دنیا میں ہم اللہ کے خلیفہ کے طور پر جانے جائیں خلافت ہماری وراثت ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی مبارک محنت کو اپنی زندگیوں میں لائیں اور صحابہ کرام کی طرح محنت کر کے دین اسلام کو دنیا پر غالب کریں تاکہ وہ ثمرات جو صحابہ کرام کو ملے ہمیں بھی مل جائیں۔ دین کو دنیا پر غالب کرنے کے لیے محنت جان، مال اور وقت اللہ کی رضا کے لیے لگانا ہوگا۔ جس کے لیے قرآن کی تعلیم بے حد ضروری ہے قرآن شریف ہماری قدم قدم پر رہنمائی کرتا ہے جس کو آج ہم بھول چکے ہیں۔

محمد رمضان، موضع اصحابہ، جھنگ اس اکیڈمی کے اساتذہ کرام انجینئر مختار فاروقی صاحب

اور عبداللہ اسماعیل صاحب بہت قابل ہیں۔ یہاں قرآن وحدیث کے ساتھ تاریخ اسلام اور کلام اقبال بھی پڑھایا جاتا ہے جبکہ دینی مدارس میں صرف قرآن وحدیث کی (یعنی دینی) تعلیم دی جاتی ہے اور سکول میں صرف دنیاوی تعلیم دی جاتی ہے لیکن یہ ایک ایسا ادارہ ہے جس میں قرآن و حدیث بھی پڑھایا گیا اور ساتھ تاریخ اور کلام اقبال کو بھی۔ میں نے اس اکیڈمی میں چند دنوں میں اتنا کچھ سیکھا کہ مجھے قرآن ترجمہ کے ساتھ پڑھنے کا شوق پیدا ہوگیا۔ حدیث پڑھنے کا شوق پیدا ہوگیا اور میں نے ارادہ کیا کہ باقی ساری زندگی قرآن وسنت کے تابع گزاروں گا اور اس کو آگے بھی پھیلاؤں گا۔

طلحہ عثمان، موضع لکبدھڑ، جھنگ

اس کورس میں مطالعہ قرآن، مطالعہ حدیث، تاریخ اسلام اور کلامِ اقبال پڑھا۔ اس کورس کا سب سے زیادہ فائدہ مجھے یہ ہوا کہ اپنی زندگی کا مقصد پتہ چلا، مطالعہ قرآن حکیم جو میں نے کبھی بھی ترجمہ کے ساتھ نہیں پڑھا، حالانکہ پورا قرآن مجید حفظ کیا۔ قرآن اکیڈمی میں کورس پڑھنے کا فائدہ قرآن حکیم کے متعلق یہ ہوا کہ اب صبح کی تلاوت ترجمہ کے ساتھ کرتا ہوں۔ مطالعہ حدیث جس کی طرف کبھی کوئی خاص توجہ نہ دی تھی لیکن کورس میں مطالعہ حدیث پڑھنے سے دل میں احساس پیدا ہوا کہ مطالعہ حدیث کا بھی پڑھنا چاہیے اور دوسروں کو بھی درس ضرور دینا چاہیے۔

محمد سعداللہ، جھنگ صدر

اس کورس میں اساتذہ کرام نے بڑے اچھے انداز سے ہماری رہنمائی کی ہے ہمارے اندر پوری دنیا میں اسلام کا غلبہ کرنے کا جذبہ پیدا کیا ہے اور یہ کیسے ہوگا اس کے بارے میں ہماری اچھی رہنمائی کی اس کورس میں بتایا گیا ہے کہ قرآن کو صرف پڑھا نہ جائے بلکہ اس کو سمجھا بھی جائے اور اس پر عمل بھی کیا جائے پہلے خود عمل کیا جائے اس کے بعد اس کو آگے پہنچایا جائے۔ تاریخ اسلام کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ کیا جائے۔ اس کورس میں اس بات کو زیادہ ترجیح دی گئی ہے کہ قرآن وحدیث کو اچھی طرح سمجھ کر اس کو پوری دنیا میں پھیلایا جائے اور خلافت کا دور شروع کیا جائے۔ نفس کے خلاف جہاد کیا جائے۔ اس کورس سے کم وقت میں زیادہ معلومات مل جاتی ہیں۔

علامہ اقبال اور دوقومی نظریہ

تحریک پاکستان کے وقت ہندو مسلمانوں کو وطنیت کی بنیاد پر ONE NATION THEORY کہہ کر دھوکا دے رہا تھا کانگریس ہو یا بی جے پی، ہندو فلسفہ آج کھل کر سامنے آ گیا ہے۔ اس وقت علامہ اقبال کا پیغام 'دوقومی نظریہ' اور تقسیمِ ہند ایک تقدیرِ مبرم تھا اور آج بھی ہے۔ پہلے یہ کشاکش برطانوی ہند کی حد تک تھا اور آج یہ صورت حال (برما، کشمیر، فلسطین وغیرہ) عالمی سطح پر درپیش ہے، فتح فکرِ اقبال کی ہوگی۔ (ادارہ)

علامہ اقبالؒ نے فرمایا:

"مسلمان ہونے کی حیثیت سے انگریز کی غلامی کے بند توڑنا اور اس کے اقتدار کو ختم کرنا ہمارا فرض ہے۔ لیکن آزادی سے ہمارا مقصد یہ نہیں کہ ہم آزاد ہوجائیں بلکہ ہمارا اوّل مقصد یہ ہے کہ اسلام قائم رہے اور مسلمان طاقتور بن جائیں۔ اس لیے میں کسی ایسی حکومت کے قیام میں مددگار نہیں ہوسکتا جس کی بنیادیں انہی اصولوں پر ہوں جن پر انگریز حکومت قائم ہے۔ ایک باطل کو مٹا کر دوسرے باطل کو قائم کرنا چہ معنی دارد۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ہندوستان کلیتاً نہیں تو ایک بڑی حد تک دارالاسلام بن جائے...... لیکن اگر آزادیٔ ہند کا نتیجہ یہ ہو کہ جیسا دارالکفر ہے ویسا ہی رہے یا اس سے بھی بدتر بن جائے تو مسلمان ایسی آزادی پر ہزار لعنت بھیجتا ہے۔ ایسی آزادی کی راہ میں لکھنا، بولنا، روپیہ خرچ کرنا، لاٹھیاں کھانا، جیل جانا، گولیوں کا نشانہ بننا سب کچھ حرام اور قطعی حرام سمجھتا ہوں۔"

بشکریہ: ماہنامہ کوثر۔ اگست 2015ء، صفحہ 44